WWW.NAFSEISLAM.COM

مالک و مختار نبی

مکتبہ جمال کرم لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

ابتدائیہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

تقریباً دو سو سال قبل مولوی اسمٰعیل دہلوی کی تصنیف تقویت الایمان کی اشاعت کے بعد ملتِ اسلامیہ میں انتشار وافتراق پیدا ہوا جو بڑھتا ہی چلا جاتا ہے، گھٹتا نہیں ——— حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس جس کو محبوب ومطاع بنایا گیا تھا نہ ختم ہونے والے بحث ومباحثہ کا محور بن گئی ——— یہ ایک عظیم المیہ نہیں، یہ گھر کا رونا ہے ——— جو دل ودماغ ناموس مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسکن تھا، وہاں گستاخیاں بسیرا کرنے لگیں، گلشن اجڑنے لگے، باغ ویران ہونے لگے۔

——— امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ ابر بہار بن کر آئے، آیات و احادیث کے وہ چمن کھلائے کہ دماغ معطر ہوگئے اور دل روشن ہوگئے ———

پیشِ نظر رسالہ، مولوی اسمٰعیل دہلوی کی بعض نہایت ہی دل آزار باتوں کا نہایت ہی دل آویز

جواب ہے۔ محدث بریلوی نے اس تحریر کو اس نام سے معنون کیا ہے:

"مُنیۃ اللبیب ان التشریع بید الحبیب"

(۱۳۱۱ھ / ۱۸۹۳ء)

یہ تحریر کیا ہے ایک مہکتا باغ ہے جس کا ایک ایک پھول مشامِ جان و ایمان کو معطر کر کے مست و بیخود کئے دیتا ہے ——— اس رسالے میں محدث بریلوی علیہ الرحمۃ نے بکثرت آیات و احادیث سے یہ ثابت کیا ہے کہ محبوبِ رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجبور و بے اختیار نہیں بلکہ اس کے کرم سے حاکم و مختار ہیں ———

کہا جاتا ہے کہ محدث بریلوی نے سیرت پر کوئی کتاب نہیں لکھی۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ! محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کا تو محورِ فکر ہی سیرت ہے، انہوں نے سیرت کے ان گوشوں پر قلم اٹھایا جن کو سیرت نگاروں نے چھوا تک نہیں ——— جن فضائل پر سیرت نگاروں نے ایک دو صفحے لکھے محدث بریلوی علیہ الرحمۃ نے کئی کئی تحقیقی مقالے لکھ ڈالے ——— جب محدث بریلوی سیرتِ رسول علیہ التحیۃ والتسلیم پر سوچتے ہیں تو ان کی پروازِ فکر دیدنی ہوتی ہے، جب وہ سیرتِ حبیبِ لبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر لکھتے ہیں تو ان کی روانیِ قلم دیدنی ہوتی ہے، پیشِ نظر رسالہ اس دعوے پر شاہد عادل ہے۔

مولوی اسمٰعیل دہلوی نے سیرتِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے عجیب و غریب بحث کا آغاز کیا ——— "مجبور یا مختار؟" ——— اور معاذ اللہ ثم معاذ اللہ! اپنے حلقۂ اثر میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو مجبور و بے اختیار ثابت کرنا چاہا ———

کہا جاتا ہے کہ وہ دانا و بینا عالم و فاضل تھے اگر ایسا تھا تو پھر یہ بات ضرور سمجھ میں آنی چاہیئے تھی کہ جب ملک کا ایک عام وزیر اور افسر اپنے اپنے دائرۂ اختیار میں مختار ہوتا ہے بلکہ اختیار کے حوالے ہی سے اس کو وزیر و افسر جانا اور مانا جاتا ہے ——— اختیار نہ ہو تو وزیر، وزیر نہیں اور افسر، افسر نہیں ——— تو پھر احکم الحاکمین نے

جس کو اپنا نائب، خلیفہ، خاتم النبیین اور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم بنا کر بھیجا وہ کیسے مجبور و بے اختیار ہو سکتا ہے؟ ـــــ یہ بات تو عقلی ہے جو عقل والوں کی سمجھ میں آجاتی ہے مگر جو نقل سے جاننا چاہتے ہیں ان کے لئے آیات و احادیث کا ایک عظیم ذخیرہ موجود ہے ـــــ افسوس صد افسوس ملت اسلامیہ نے جس کو اپنا قائد و رہنما سمجھا اس نے خیانت کی اور سچی باتیں نہ بتائیں، حق کو چھپایا اور جس نے سچی باتیں بتائیں اور حق کو عالم آشکار کیا اس کو تیر ملامت کا نشانہ بنایا گیا، اس پر تہمتوں کے انبار لگا دیئے گئے ـــــ یہ ہماری تاریخ کا عظیم المیہ ہے جس کی طرف حق پسند مؤرخین کو توجہ دینی چاہیئے ـــــ

نہ معلوم ہم کو کیا ہو گیا، ہم مدح کے حوالے سے بادشاہوں کے بارے میں اتنے حساس نہیں جتنے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حساس ہیں ـــــ اس ماحول میں جہاں قصیدہ گو شعرا بادشاہوں کی شان میں اور اپنے ممدوحین کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا رہے تھے۔ توحید کے کسی پرستار نے ان کی زبان کو لگام نہ دی اور کسی نے کفر و شرک کا حکم نہ لگایا ـــــ ایک دنیوی بادشاہ کے لئے منہ سے نکلنے والی ہر نامعقول بات حق و صحیح بھی گئی بلکہ اس کو تاریخ و ادب کا حصہ بنا دیا گیا مگر جب بات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و مدح کی آئی تو سچی باتیں بھی کڑوی معلوم ہونے لگیں ـــــ اہل دانش اور اہل ادب کے لئے یہ ایک لمحۂ فکریہ ہے ـــــ

محدث بریلوی علیہ الرحمۃ اپنے ممدوح حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت و ثناء میں رطب اللسان ہیں، جو کچھ کہتے ہیں، وہی کہتے ہیں جو قرآن و حدیث میں موجود ہے ـــــ وہ عقل کے گھوڑے نہیں دوڑاتے، وہ قرآن و حدیث سے ہٹ کر کوئی بات نہیں کرتے، یہی ان کا خاص امتیاز ہے ـــــ ملت اسلامیہ کو ان سے دور رکھنے کے لئے یہ بات مشہور کر دی گئی کہ وہ قرآن و حدیث سے واقف نہیں تھے، مگر سچی بات دیر تک چھپی نہیں رہتی، ظاہر ہو کر رہتی ہے ـــــ علم تفسیر و علم حدیث میں محدث بریلوی علیہ الرحمۃ

کا پایہ بہت بلند تھا، علمائے عرب نے ان کو مفسر و محدث مانا ہے۔ چنانچہ شیخ حمدانی دیشی الجزائری نے محدث بریلوی کو "المفسر" "المحدث" لکھا ہے (الدولۃ المکیہ، ص ۸۸) اسی طرح شیخ یسین احمد الخیاری نے "امام المحدثین" لکھا ہے (الدولۃ المکیہ، ص ۲۰۷)

محدث بریلوی کے درس و مطالعہ میں پچاس سے زیادہ کتب حدیث رہتی تھیں (اظہار الحق الجلی۔ ص ۲۴ - ۲۵) ـــــ جامعہ ملیہ یونیورسٹی کے اُستاد ایس۔ ایم خالد الحامدی اپنے مقالہ، ڈاکٹریٹ میں علم حدیث میں پاک و ہند کے علما کی خدمات کا جائزہ لے رہے ہیں۔ اس میں انہوں نے ایک باب محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کے لئے مختص کیا ہے۔ اور چالیس سے زیادہ علم حدیث پر تصانیف کا ذکر کیا ہے ـــــ مولانا منظور احمد صاحب (امام مسجد رحمانیہ، کراچی) محدث بریلوی علیہ الرحمۃ پر علم حدیث کے حوالے سے کراچی یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کرنے والے ہیں۔ ـــــ محدث بریلوی علیہ الرحمۃ پر علم حدیث کے حوالے سے دو تین کام اور ہوتے ہیں ـــــ علامہ محمد ظفر الدین رضوی نے الجامع الرضوی کے عنوان سے چھ مجلدات پر مشتمل ایک عظیم مجموعے کا بیڑا اٹھایا تھا جس میں محدث بریلوی علیہ الرحمۃ اور دیگر علماء کی تصانیف سے استفادہ کر کے ایسی احادیث شریفہ جمع کی جاتیں جن پر مذہب حنفی کی عمارت کھڑی ہے۔ اس منصوبے کی پہلی اور دوسری جلدیں تیار ہو گئی تھیں۔ دوسری جلد کتاب الطہارت اور کتاب الصلوٰۃ پر مشتمل ہے۔ ہندوستان اور پاکستان سے شائع ہو چکی ہے، پہلی جلد کا مخطوطہ جو کتاب العقائد سے متعلق ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر مختار الدین احمد کی عنایت سے ملا ہے۔ مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی، رضا فاؤنڈیشن، لاہور کی طرف سے اس کی تدوین و تخریج اور طباعت و اشاعت کا اہتمام فرما رہے ہیں ـــــ ایک اور اہم کام جامعہ نوریہ رضویہ کے فاضل اُستاد علامہ محمد حنیف رضوی نے انجام دیا ہے موصوف رضا دار الاشاعت، بہیری (بریلی)۔ کے ـــ بھی ہیں، آپ نے اہم مطبوعات شائع کی ہیں۔ اپنے ایک مکتوب محررہ ۱۲ جنوری ۱۹۸۵ء میں انہوں نے تحریر فرمایا ہے کہ

مشکوٰۃ شریف کے طرز پر احادیث کا ایک عظیم ذخیرہ جمع کیا ہے جو کلیتہً فتاویٰ رضویہ کی ضخیم مجلدات پر مبنی ہے۔ یہ مجموعہ فل اسکیپ سائز کے ایک ہزار صفحات پر مشتمل ہے، ابھی کام جاری ہے اور محدث بریلوی کی سینکڑوں دوسرے کتب و رسائل سے استفادہ کرنا ہے اُمید ہے کہ یہ کام دو ہزار صفحات تک پھیل جائے گا ——— فتاویٰ رضویہ کے ماخذ و مراجع میں صرف علم حدیث سے متعلق ۱۰۲ کتابوں کی فہرست تیار ہوئی ہے جو ۲۰۰ مجلدات تک پہنچتی ہے کیونکہ بعض کتبِ احادیث دس دس اور بیس بیس جلدوں پر مشتمل ہیں۔

یہ تمام تفصیلات محض اس لئے عرض کی گئیں تاکہ قارئین کرام کو اندازہ ہو جائے کہ علمِ حدیث میں محدث بریلوی کا پایہ کتنا بلند تھا جس کو مخالف و موافق سب نے تسلیم کیا ہے لیکن جن کے مزاج میں ضد و ہٹ دھرمی ہے اُنہوں نے نہ مانا کیونکہ وہ بعض وجوہ کی بناء پر معذور ہیں۔

احادیثِ شریفہ محبوبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی میٹھی میٹھی باتیں ہیں، مُحدّث بریلوی علیہ الرحمۃ عاشق رسول علیہ التحیۃ والتسلیم تھے، عاشق کو معشوق کی باتیں نہ معلوم ہوں گی تو کس کو ہوں گی؟ ——— اور وہ ہم کو نہ بتائے گا تو اور کون بتائے گا؟ ——— مُحدّث بریلوی علیہ الرحمۃ نے یہ رسالہ لکھ کر ملتِ اسلامیہ پر احسان فرمایا، آپ نے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح فرمادی کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ربِ کریم کے کرم سے مختار ہیں ——— جو چاہیں حکم فرمائیں، جس کو چاہیں عطا فرمائیں، جس کو چاہیں معاف فرمائیں ——— ؎

خوف نہ رکھ رضاؔ ذرا تُو تو ہے عبدِ مصطفےٰ

تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے!

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ

کراچی، سندھ

۱۶، صفر المظفر ۱۴۱۶ھ

۱۵، جولائی ۱۹۹۵ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ ○ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ ○ وَالتَّابِعِيْنَ لَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ○

تذییل وتکمیل عــــه **اقول** وباللہ التوفیق احکام الٰہیہ دو قسم ہے تکوینیہ مثل احیاء و امات وقضائے حاجت و دفع مصیبت وعطائے دولت و رزق ونعمت وفتح وشکست وغیرہا عالم کے بندوبست دوسرے تشریعیہ کہ کسی فعل کو فرض یا حرام یا واجب یا مکروہ یا مستحب یا مباح کر دینا مسلمانوں کے سچے دین میں ان دونوں حکموں کی ایک ہی حالت ہے کہ غیر خدا کی طرف بروجہ ذاتی احکام تشریعی کی اسناد بھی شرک۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ

کیا اُن کے لئے خدا کی اُلوہیت میں کچھ شریک ہیں جنہوں نے اُن کے واسطے دین میں وہ راہیں نکال دی ہیں جن کا خدا نے حکم نہ دیا۔

اور بروجہ عطائی اُمورِ تکوین کی اسناد بھی شرک نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ

عــــه ۱۸۸۷ احکامِ شرعیہ تکوینیہ میں کچے دہابیوں کا تفرقہ محض تحکم اور خود اپنے مذہب سے اندھا پن ہے

وَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا — قسم ان مقبول بندوں کی جو کاروبارِ عالم کی تدبیر کرتے ہیں۔

مقدمۂ رسالہ میں شاہ عبدالعزیز صاحب کی شہادت سن چکے کہ حضرت امیر و ذریۂ طاہرہ اور ائمۂ امت بر مثال پیران و مرشدان میپرستند و امور تکوینیہ را بایشان وابستہ میدانند۔ مگر کچے وہابی ان دو قسموں میں فرق کرتے ہیں اگر کہے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات فرض کی یا فلاں کام حرام کر دیا تو شرک کا سودا نہیں اُچھلتا اور اگر کہیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نعمت دی یا غنی کر دیا تو شرک سوجھتا ہے یہ اُن کا نرا تحکم ہی نہیں خود اپنے مذہب تا مذہب میں کچا پن ہے۔ جب ذاتی و عطائی کا تفرقہ اُٹھا دیا پھر احکام احکام میں فرق کیسا سب یکساں شرک ہونا لازم آخر اُن کا امام مطلق وعام کہہ گیا کہ

کسی کام میں نہ بالفعل اُن کو دخل ہے اور نہ اُس کی طاقت رکھتا ہے نیز کہا کسی کام کو روا یا ناروا کر دینا اللہ ہی کی شان ہے صاف تر کہا کسی کی راہ و رسم کو ماننا اور اُسی کے حکم کو اپنی سند سمجھنا یہ بھی اُنہیں باتوں میں سے ہے کہ خاص اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے ٹھہرائی ہیں تو جو کوئی یہ معاملہ کسی مخلوق سے کرے تو اُس پر بھی شرک ثابت ہوتا ہے اور آگے اُس کا قول سوا اللہ کے حکم پہنچنے کی راہ بندوں تک رسول ہی کا خبر دینا ہے

اس میں وہ رسول کو حاکم نہیں مانتا صرف مخبر و پیام رساں ماننا ہے[١٨٩٨] اور اس سے پہلے حصر کے ساتھ تصریح کر چکا ہے کہ

پیغمبر کا اتنا ہی کام ہے کہ بُرے کام پر ڈرا دیوے اور بھلے کام پر خوشخبری سُنا دیوے نیز کہا کہ انبیاء و اولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا سو ان میں بڑائی یہی ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ بتلاتے ہیں اور بُرے بھلے کاموں سے واقف ہیں سو لوگوں کو

١٨٩٨ امام الوہابیہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو صرف مخبر و پیام رساں مانتا ہے۔

سکھلاتے ہیں صرف بتانے جاننے پہچاننے پر یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ حکم اُن کے ہیں فرائض کو انہوں نے فرض کیا محرمات کو انہوں نے حرام کر دیا آخر میں جو احکام معلوم ہوئے اپنے بزرگوں سے آئے انہیں اُن کے اگلوں نے بتائے ہیں یونہیں طبقہ بطبقہ تبع کو تابعین، تابعین کو صحابہ، صحابہ کو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے۔ تو کیا کوئی کہے گا کہ نماز میرے باپ نے فرض کی ہے یا زنا کو میرے اُستاد نے حرام کر دیا۔ نبی کی نسبت اگر یوں کہے گا تو وہی ذاتی اور عطائی کا فرق مان کر اور وہ کسی کی راہ ماننے اور اُس کا حکم سند جاننے کو اُن افعال سے گن چکا جو اللہ تعالیٰ نے اپنی تعظیم کے لئے خاص کئے ہیں اور انہیں غیر کے لئے کرنے کا نام اشراک فی العبادۃ رکھا اور اس قسم میں بھی مثل دیگر اقسام تصریح کی۔

پھر خواہ یوں سمجھے کہ آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہیں یا یوں سمجھے کہ اُن کی اس طرح کی تعظیم سے اللہ خوش ہوتا ہے ہر طرح شرک ثابت ہے

تو ذاتی و عطائی کا تفرقہ دین نجدیت میں قیامت کا تفرقہ ڈال دے گا وہ صاف کہہ چکا نہیں حکم کسی کا سوائے اللہ کے اُس نے تو یہی حکم کیا ہے کہ کسی کو اُس کو سوائے مت مانو جب رسول کو ماننے ہی کی نہ ٹھہری تو رسول کا حاکم ماننا اور فرائض و محرمات کو رسول کے فرض و حرام کر دینے سے جاننا کیونکر شرک نہ ہو گا غرض وہ اپنی دھن کا پکا ہے ولہذا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کس قدر تاکید شدید سے مدینہ طیبہ کے گردو پیش کے جنگل کا ادب فرض کیا اور اُس میں شکار وغیرہ منع فرما دیا مگر یہ جو ارشاد ہوا کہ مدینے کو میں حرم کرتا ہوں اس چوٹی کے موحد نے کہ جابجا کہتا ہے خدا کے سوا کسی کو نہ مانو صاف صاف حکم شرک جڑ دیا اور اللہ واحد قہار کے غضب کا کچھ خیال نہ کیا۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوٓا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ۔

عنقریب ظالم جان لیں گے کہ کس کروٹ پلٹا کھاتے ہیں۔

تو مناسب ہُوا کہ بعض احادیث وہ بھی ذکر کی جائیں جن میں احکام تشریعیہ کی اسناد کریم ہے اور اب اس قسم کی خاص دو آیتوں کا ذکر بھی محمود اگرچہ آیات گزشتہ سے بھی دو آیتوں میں یہ مطلب موجود اور اُن کے ذکر سے جب عدد آیات انصاف عقود سے متجاوز ہو گا تو تکمیل عقد کے لیے تین آیتوں کا اور بھی اضافہ ہو کر پچاس کا عدد پُورا ہو جس طرح احادیث میں بعونہٖ تعالیٰ پانچ خمسین یعنی ڈھائی سو کا عدد کامل ہو گا ورنہ استیعاب[1] آیات میں منظور نہ احادیث میں مقدور۔ وَاللّٰہُ الْھَادِیْ اِلٰی مَنَاہِرِ النُّوْرِ۔ ہم پہلے وہ تین آیتیں تلاوت کریں کر پھر احکام تشریعیہ کا بیان آیات و احادیث سے مسلسل رہے وباللہ التوفیق

آیتُ ۴۶۔ اِنْ کُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَیْھَا حَافِظٌ ۔ کوئی جان نہیں جس پر ایک نگہبان متعین نہ ہو یعنی ملائکہ ہر شخص کے حافظ و نگہبان

---

[1] مثلاً یہی احکام تشریعیہ کی آیات بکثرت ہیں جن سے دو ہی یہاں مذکور ہوئیں اس مضمون میں کہ خلائق کو موت کے فرشتے دیتے ہیں صرف دو آیتیں اوپر گزریں قرآنِ عظیم میں پانچ آیتیں اس مضمون کی اور ہیں ہم اُن پانچ کو یہاں ذکر کر دیں کہ اوّل پانچ آیتیں کُتب سابقہ سے مذکور ہوئی ہیں ان کے سبب پچاس پوری صرف قرآنِ عظیم سے ہو جائیں آیت ۱۔ اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ۔ بیشک وہ لوگ جنہیں موت دی فرشتوں نے۔ آیت ۲۔ جَآءَتْھُمْ رُسُلُنَا یَتَوَفَّوْنَھُمْ ۔ ہمارے رسول اُن کے پاس آئے انھیں موت دینے کو۔ آیت ۳۔ وَلَوْ تَرٰٓی اِذْ یَتَوَفَّی الَّذِیْنَ کَفَرُوا الْمَلٰٓئِکَۃُ ۔ کاش تم دیکھو جب کافروں کو موت دیتے ہیں فرشتے۔ آیت ۴۔ اِنَّ الْخِزْیَ الْیَوْمَ وَالسُّوْٓءَ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ الَّذِیْنَ تَتَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِھِمْ ۔ بیشک آج کے دن رسوائی اور مصیبت کافروں پر ہے جنہیں موت فرشتے دیتے ہیں اس حال میں کہ وہ اپنی جانوں پر ستم ڈھاتے ہوئے ہیں۔ آیت ۵۔ کَذٰلِکَ یَجْزِی اللّٰہُ الْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ تَتَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ طَیِّبِیْنَ ۔ ایسا ہی بدلہ دیتا ہے اللہ پرہیزگاروں کو جنہیں موت فرشتے دیتے ہیں پاکیزہ حالت میں جعلنا اللہ منھم بفضل رحمتہ بھم امین ۱۲ منہ

رہتے ہیں۔

آیت ۲: ۴۷۔ الٓرٰ کِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰهُ اِلَیۡكَ لِتُخۡرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ اِلٰی صِرَاطِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَمِیۡدِ

یہ کتاب ہم نے تمہاری طرف اُتاری تاکہ تم اے نبی لوگوں کو اندھیریوں سے نکال لو روشنی کی طرف اُن کے رب کی پروانگی سے غالب سراہے گئے کی راہ کی طرف۔

آیت ۳: ۴۸۔ وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا مُوۡسٰی بِاٰیٰتِنَاۤ اَنۡ اَخۡرِجۡ قَوۡمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ۔

اور بے شک بالیقین ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ بھیجا کہ اے موسیٰ تو نکال لے اپنی قوم کو اندھیریوں سے روشنی کی طرف۔

اقول اندھیریاں کفر و ضلالت ہیں اور روشنی ایمان و ہدایات جسے غالب سراہے گئے کی راہ فرمایا اور ایمان و کفر میں واسطہ نہیں ایک سے نکال قطعاً دوسرے میں داخل کرتا ہے تو آیات کریمہ صاف ارشاد فرما رہی ہیں کہ بنی اسرائیل کو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کفر سے نکالا اور ایمان کی روشنی دے دی اس اُمت کو مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کفر سے چھڑاتے ایمان عطا فرماتے ہیں[۹] اگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا یہ کام نہ ہوتا انہیں اس کی طاقت نہ ہوتی تو رب عزوجل کا اُنہیں یہ حکم فرمانا کہ کفر سے نکال لو معاذ اللہ تکلیف بالائے طاق تھا۔ الحمد للہ قرآن عظیم نے کیسی تکذیب[۱۰] فرمائی امام وہابیہ کے اس حصر کی کہ

پیغمبر خدا نے بیان کر دیا کہ مجھ کو نہ کچھ قدرت ہے نہ کچھ غیب دانی میری قدرت کا حال تو یہ ہے کہ اپنی جان تک کے نفع نقصان کا مالک نہیں تو دوسرے کا تو کیا کر سکوں غرضیکہ کچھ قدرت مجھ میں نہیں فقط پیغمبری کا مجھ کو دعویٰ ہے اور پیغمبر کا اتنا ہی کام ہے کہ بُرے کام پر ڈرا دیوے اور بھلے کام پر خوشخبری سُنا دیوے۔ دل میں یقین ڈال دینا میرا کام نہیں انبیاء

---

۹ ف ۱۹۰۔ ایمان نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عطا کرتے ہیں۔

۱۰ ف ۱۹۱۔ امام الوہابیہ کی دریدہ دہنی

میں اس بات کی کچھ جدائی نہیں کہ اللہ نے عالم میں تصرف کی کچھ قدرت دی ہو کہ مرادیں پوری کر دیں یا فتح وشکست دے دیں یا غنی کر دیں یا کسی کے دل میں ایمان ڈال دیں۔ ان باتوں میں سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں عاجز اور بے اختیار اھ مخلصا

مسلمانو اس گمراہ کے ان الفاظ کو دیکھو اور ان آیتوں حدیثوں سے کہ اب تک گزریں ملاؤ دیکھو یہ کس قدر شدت سے خدا و رسول کو جھٹلا رہا ہے خیر اسے اس کی عاقبت کے حوالے کیجیے شکر اس اکرم الاکرمین کا بجا لائیے جس نے ہمیں ایسے کریم اکرم دائم الکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ سے ایمان دلوایا ان کے کرم سے امید واثق ہے کہ بعونہ تعالیٰ محفوظ بھی رکھیے

تو نے اسلام دیا تو نے جماعت میں لیا

تو کریم اب کوئی پھرتا ہے عطیہ تیرا

ہاں یہ ضرور ہے کہ عطائے ذاتی خاصہ خدا ہے۔

اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ — آپ بیشک جسے چاہیں ہدایت نہیں دیتے۔

وغیرہا میں اسی کا تذکرہ ہے یہ کچھ ایمان کے ساتھ خاص نہیں پیسہ کوڑی بھی بے عطائے خدا کوئی بھی اپنی ذات سے نہیں دے سکتا ہے۔

تا خدا ندہد سلیماں کے دہد؟

یہی فرق ہے جسے گم کر کے تم ہر جگہ بہکے۔

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ۔ — تو کیا بعض کتاب کو مانتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو۔

میں داخل ہوئے۔ نسأل اللہ العافیۃ وتمام العافیۃ ودوام العافیۃ والحمد للہ رب العالمین ط

آیت ۲۹: قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْیَوْمِ — لڑو ان سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ اور پچھلوں پر اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو

الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ،

جسے حرام کر دیا ہے اللہ اور اُس کے رسول محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے۔

آیت ۵۰: مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا۔

نہیں پہنچتا کسی مسلمان مرد نہ کسی مسلمان عورت کو جب حکم کر دیں اللہ و رسول کسی بات کا کہ اُنھیں کچھ اختیار رہے اپنے معاملہ کا اور جو حکم نہ مانے اللہ و رسول کا تو وہ صریح گمراہی میں بہکا۔

ائمہ مفسرین فرماتے ہیں حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبل طلوعِ آفتابِ اسلام زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مول لے کر آزاد فرمایا اور متبنّٰی بنایا تھا حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پھوپھی اُمیمہ بنت عبد المطلب کی بیٹی تھیں۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کا پیغام دیا اوّل تو راضی ہوگئیں اس گمان سے کہ حضور اپنے لئے خواستگاری فرماتے ہیں۔ جب معلوم ہُوا کہ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے طلب ہے انکار کیا اور عرض کر بھیجا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم میں حضور کی پھوپھی کی بیٹی ہوں ایسے شخص کے ساتھ اپنا نکاح پسند نہیں کرتی اور اُن کے بھائی عبد اللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسی بنا پر انکار کیا۔ اُس پر یہ آیۂ کریمہ اُتری۔ اسے سُن کر دونوں بہن بھائی رضی اللہ تعالیٰ عنہما تائب ہوئے بعدہ نکاح ہوگیا۔ ظاہر ہے[۱۹۲] کہ کسی عورت پر اللہ عزوجل کی طرف سے فرض نہیں کہ فلاں سے نکاح پر خواہی نخواہی راضی ہو جائے خصوصاً جب کہ وہ اُس کا کفو نہ ہو خصوصاً جب کہ عورت کی شرافتِ خاندان کواکبِ ثریا سے بھی بلند و بالا تر ہو باایں ہمہ اپنے حبیب صلی اللہ

اعــ۱۹۲ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے کام فرض ہو جاتا ہے اگرچہ فی نفسہٖ فرض نہ ہو

تعالیٰ علیہ وسلم کا دیا ہوا پیام نہ ماننے پر رب العزت جل جلالہ نے بعینہٖ وہی الفاظ ارشاد فرمائے جو کسی فرض الٰہی کے ترک پر فرمائے جاتے اور رسول کے نام پاک کے ساتھ اپنا نام اقدس بھی شامل فرمایا یعنی جو بات رسول تمھیں فرمائیں وہ اگر ہمارا فرض نہ تھی تو اب اُن کے فرمانے سے فرض قطعی ہو گئی۔ مسلمانوں کو اس کے نہ ماننے کا اصلاً اختیار نہ رہا جو نہ مانے گا صریح گمراہ ہو جائے گا۔ دیکھو رسول کے حکم دینے سے کام فرض ہو جاتا ہے اگرچہ فی نفسہٖ خدا کا فرض نہ تھا ایک مباح و جائز امر تھا ولہٰذا ائمۂ [ف۱۹۲] دین خدا و رسول کے فرض میں فرق فرماتے ہیں کہ خدا کا کیا ہوا فرض اُس سے اقوی ہے جسے رسول نے فرض کیا ہے اور ائمۂ [ف۱۹۳] محققین تصریح فرماتے ہیں کہ احکام شریعت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سپرد ہیں جو بات چاہیں واجب کر دیں جو چاہیں ناجائز فرما دیں۔ جس چیز یا جس شخص کو جس حکم سے چاہیں مستثنیٰ کر دیں۔

امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی میزان الشریعۃ الکبریٰ باب الوضوء میں حضرت سیدی علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرماتے ہیں:

كَانَ الْإِمَامُ اَبُوْحَنِيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ مِنْ اَكْثَرِ الْاَئِمَّةِ اَدَبًا مَّعَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَلِذٰلِكَ لَمْ يَجْعَلِ النِّيَّةَ فَرْضًا وَسَمَّى الْوِتْرَ وَاجِبًا لِكَوْنِهِمَا ثَبَتَا بِالسُّنَّةِ لَا بِالْكِتَابِ فَقَصَدَ

یعنی امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن اکابر ائمہ میں ہیں جن کا ادب اللہ عزوجل کے ساتھ بہ نسبت اور ائمہ کے زائد ہے اسی واسطے اُنہوں نے وضو میں نیت کو فرض نہ کیا اور وتر کا نام واجب رکھا کہ یہ دونوں سنت سے ثابت ہیں نہ قرآن عظیم سے

---

۱۲ ف ۱۹۳: احکام شریعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سپرد ہیں جس بات میں جو چاہیں اپنی طرف سے حکم فرما دیں وہی شریعت ہے۔

۱۲ ف ۱۹۲: خدا کا فرض رسول کے فرض کئے ہوئے سے اقوی ہے

بِذٰلِكَ تَمْيِيْزَ مَا فَرَضَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَتَمْيِيْزَ مَا اَوْجَبَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ مَا فَرَضَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَشَدُّ مِمَّا فَرَضَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذَاتِ نَفْسِهٖ حِيْنَ خَيَّرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنْ يُّوْجِبَ مَاشَاءَ اَوْلَا يُوْجِبَ

تو امام نے ان احکام سے یہ ارادہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کے فرض اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرض میں فرق و تمیز کر دیں اس لئے کہ خدا کا فرض کیا ہوا اس سے زیادہ مؤکد ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود اپنی طرف سے فرض کر دیا جب کہ اللہ عزوجل نے حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو اختیار دے دیا تھا کہ جس بات کو چاہیں واجب کر دیں جسے نہ چاہیں نہ کریں

اُسی میں بارگاہ وحی و تفریع احکام کی تصویر دکھا کر فرمایا:

كَانَ الْحَقُّ تَعَالٰى جَعَلَ لَهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّشْرَعَ مِنْ قِبَلِ نَفْسِهٖ مَاشَاءَ كَمَا فِيْ حَدِيْثِ تَحْرِيْمِ شَجَرِ مَكَّةَ فَاِنَّ عَمَّهُ الْعَبَّاسَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ لَمَّا قَالَ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا الْاِذْخِرَ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا الْاِذْخِرَ وَلَوْ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَمْ يَجْعَلْ لَهٗ اَنْ يَّشْرَعَ مِنْ قِبَلِ نَفْسِهٖ لَمْ يَتَجَرَّ صَلَّى

یعنی حضرت عزت جل جلالہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ منصب دیا تھا کہ شریعت میں جو حکم چاہیں اپنی طرف سے مقرر فرما دیں جس طرح حرم مکہ کی نباتات کو حرام فرمانے کی حدیث میں ہے کہ جب حضور نے وہاں کی گھاس وغیرہ کاٹنے سے ممانعت فرمائی حضور کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم گیاہ اِذخر کو اس حکم سے نکال دیجئے فرمایا اچھا نکال دی اس کا کاٹنا جائز کر دیا اگر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے

اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّسْتَثْنِیَ شَیْئًا مِمَّا حَرَّمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ رتبہ نہ دیا ہوتا کہ اپنی طرف سے جو شریعت چاہیں مقرر فرمائیں تو ہرگز حضور ایسا نہ فرماتے کہ جو چیز خدا نے حرام کی اُس میں سے کچھ مستثنیٰ فرمادیں۔

اقول[۱۹۵] یہ مضمون متعدد احادیث صحیحہ میں ہے

حدیث ۱:۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما صحیحین میں

فَقَالَ الْعَبَّاسُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اِلَّا الْاِذْخِرَ لِصَاغَتِنَا وَ قُبُوْرِنَا فَقَالَ اِلَّا الْاِذْخِرَ

یعنی عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مگر اذخر کہ وہ ہمارے سناروں اور قبروں کے کام آتی ہے فرمایا مگر اذخر۔

حدیث ۲:۔ ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز صحیحین میں ہے

قَالَ رَجُلٌ مِّنْ قُرَیْشٍ اِلَّا الْاِذْخِرَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَاِنَّا نَجْعَلُہٗ فِیْ بُیُوْتِنَا وَقُبُوْرِنَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَّا الْاِذْخِرَ اِلَّا الْاِذْخِرَ۔

ایک مرد قریشی نے عرض کی مگر اذخر یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) کہ ہم اُسے اپنے گھروں اور قبروں میں صرف کرتے ہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا مگر اذخر مگر اذخر۔

حدیث ۳:۔ صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سنن ابن ماجہ میں:۔

فَقَالَ الْعَبَّاسُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اِلَّا الْاِذْخِرَ فَاِنَّہٗ لِلْبُیُوْتِ وَالْقُبُوْرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی مگر اذخر کہ وہ گھروں اور قبروں کے لئے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

۱۹۵ف۱۲۔ اٹھارہ حدیثیں جن میں مستفاد کہ احکام نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سپرد ہیں۔

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الا الاذخر — مگر اذخر۔

نیز میزان مبارک میں شریعت کی کئی قسمیں کیں ایک وہ جس پر وحی وارد ہوتی۔

اَلثَّانِیْ مَا اَبَاحَ الْحَقُّ تَعَالٰی لِنَبِیِّہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّسُنَّہٗ عَلٰی رَاْیِہٖ ھُوَ کَتَحْرِیْمِ لُبْسِ الْحَرِیْرِ عَلَی الرِّجَالِ وَقَوْلِہٖ فِیْ حَدِیْثِ تَحْرِیْمِ مَکَّۃَ اِلَّا الْاِذْخِرَ وَلَوْلَا اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی کَانَ یُحَرِّمُ جَمِیْعَ نَبَاتِ الْحَرَمِ لَمْ یَسْتَثْنِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْاِذْخِرَ وَنَحْوُ حَدِیْثِ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَخَّرْتُ الْعِشَاءَ اِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ وَنَحْوُ حَدِیْثِ لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمْ تَسْتَطِیْعُوْا فِیْ جَوَابِ مَنْ قَالَ لَہٗ فِیْ فَرِیْضَۃِ الْحَجِّ اَکُلَّ عَامٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ لَا وَلَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَقَدْ کَانَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُخَفِّفُ عَلٰی اُمَّتِہٖ وَیَنْھَاھُمْ عَنْ کَثْرَۃِ السُّؤَالِ وَیَقُوْلُ

یعنی شریعت کی دوسری قسم وہ ہے جو مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کے رب عزوجل نے ماذون فرمادیا کہ خود اپنی رائے جو راہ چاہیں قائم فرمائیں۔ مردوں پر ریشم کا پہننا حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے اسی طور پر حرام فرمادیا اور اسی طرح حرمت مکہ سے گیاہ اذخر کو استثنا فرمادیا اگر اللہ عزوجل نے مکہ معظمہ کی ہر جڑی بوٹی کو حرام نہ کیا ہوتا تو حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو اذخر کے مستثنیٰ فرمانے کی کیا حاجت ہوتی اور اسی قبیل سے ہے حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا ارشاد کہ اگر امت پر مشقت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں عشاء کو تہائی رات تک ہٹا دیتا اور اسی باب سے ہے کہ جب حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے فرض حج بیان فرمایا کسی نے عرض کی یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم)، کیا حج ہر سال فرض ہے فرمایا نہ۔ اور اگر میں ہاں کہہ دوں تو ہر سال فرض ہو جائے اور پھر تم سے نہ ہو سکے گا اور یہی وجہ ہے کہ حضور (صلی اللہ

أُتْرُكُوْنِيْ مَا تَرَكْتُكُمْ اھ باختصار — تعالیٰ علیہ وسلم اپنی اُمت پر تخفیف و آسانی فرماتے اور مسائل زیادہ پُوچھنے سے منع کرتے اور فرماتے مجھے چھوڑے رہو جب تک میں تمہیں چھوڑ دوں۔

اقول یہ مضمون بھی کہ میں نمازِ عشاء کو مؤخر فرما دیتا متعدد احادیثِ صحیحہ میں ہے۔

حدیث ۴:۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما معجم کبیر طبرانی میں کہ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَوْلَا ضُعْفُ الضَّعِيْفِ وَ سُقْمُ السَّقِيْمِ لَاَخَّرْتُ صَلَاةَ الْعَتَمَةِ۔ — اگر ضعیف کے ضعف، مریض کے مرض کا پاس نہ ہوتا تو میں نمازِ عشاء کو پیچھے ہٹا دیتا۔

حدیث:۔ آنکہ ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسند احمد و سنن ابی داؤد و ابن ماجہ وغیرہا میں یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَوْلَا ضُعْفُ الضَّعِيْفِ وَسُقْمُ السَّقِيْمِ وَحَاجَةُ ذِي الْحَاجَةِ لَاَخَّرْتُ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ اِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ۔ — اگر کمزور کی ناتوانی، بیمار کے مرض کام کاجی کے کام کا خیال نہ ہوتا تو میں اس نماز کو آدھی رات تک مؤخر فرما دیتا۔

وَرَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ بِلَفْظِ لَوْلَا اَنْ يَّثْقُلَ عَلٰى اُمَّتِيْ لَاَخَّرْتُ صَلَاةَ الْعِشَاءِ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ۔

حدیث۔ آنکہ ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ احمد و ابن ماجہ و محمد بن نصر کی روایت میں یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم نے فرمایا۔

لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَاَخَّرْتُ — اگر اپنی اُمت کو مشقت میں ڈالنے کا

الْعِشَاءَ اِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ اَوْ نِصْفِ اللَّیْلِ۔ | لحاظ نہ ہوتا تو میں عشاء کو تہائی یا آدھی رات تک ہٹا دیتا۔

وَاَخْرَجَهُ ابْنُ جَرِیْرٍ فَقَالَ اِلٰی نِصْفِ اللَّیْلِ

اور ان کے سوا اور احادیث صحیحہ عنقریب اسی معنی میں آتی ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ نیز یہ مضمون کہ میں ہاں فرمادوں تو حج ہر سال فرض ہو جائے متعدد احادیث صحاح میں ہے:۔

حدیث ۵:۔ ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عِنْدَ اَحْمَدَ وَمُسْلِمٍ وَالنَّسَائِیِّ

حدیث ۶:۔ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَا وَلَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ | ہر سال فرض نہیں اور میں ہاں کہہ دوں تو فرض ہو جائے۔

رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

حدیث ۷:۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے:۔

لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ ثُمَّ اِذًا لَّا تَسْمَعُوْنَ وَلَا تُطِیْعُوْنَ | میں ہاں فرمادوں تو فرض ہو جائے پھر تم نہ سنو نہ بجا لاؤ۔

رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالدَّارِمِیُّ وَالنَّسَائِیُّ

حدیث ۸:۔ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے:۔

لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَوْ وَجَبَتْ لَمْ تَقُوْمُوْا بِهَا وَلَوْ لَمْ | اگر میں ہاں فرمادوں تو واجب ہو جائے اور اگر واجب ہو جائے تم بجا نہ لاؤ اور

تَقُوْمُوْا بِهَا لَعُذِّبْتُمْ۔ — اگر بجا نہ لاؤ تو عذاب کئے جاؤ۔

رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ اور مضمون اخیر کہ مجھے چھوڑے رہو یہ بھی صحیح مسلم وسنن نسائی میں اُسی حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہے کہ فرمایا:۔

لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ۔ — اگر میں فرماتا ہاں تو ہر سال واجب ہو جاتا اور بے شک تم نہ کر سکتے۔

پھر فرمایا:۔

ذَرُوْنِیْ مَا تَرَكْتُكُمْ فَاِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰى اَنْبِيَائِهِمْ فَاِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَیْءٍ فَاْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَیْءٍ فَدَعُوْهُ — مجھے چھوڑے رہو جب تک میں تمہیں چھوڑوں کہ اگلی اُمتیں اسی کثرت سوال اور اپنے انبیاء کے خلاف مُراد چلنے سے ہلاک ہوئیں تو جب میں تمہیں کسی بات کا حکم فرماؤں تو جتنی جلدی ہو سکے بجا لاؤ اور جب کسی بات سے منع فرماؤں تو اُسے چھوڑ دو۔

وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ مُخْتَصَرًا یعنی جس بات میں میں تم پر وجوب یا حرمت کا حکم نہ کروں اُسے کھود کھود کر نہ پوچھو کہ پھر واجب یا حرام کا حکم فرما دوں تو تم پر تنگی ہو جائے۔

یہاں سے[1] یہ بھی ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس بات کا نہ حکم دیا نہ منع فرمایا وہ مباح و بلا حرج ہے۔ وہابی اسی اصل اصیل سے جاہل ہو کر ہر جگہ پوچھتے ہیں کہ خدا و رسول نے اس کا کہاں حکم دیا ہے؟ ان احمقوں کو اتنا ہی جواب کافی ہے کہ خدا و رسول نے کہاں منع کیا ہے؟ جب نہ حکم دیا نہ منع کیا تو جواز رہا۔ تم جو ایسے کاموں کو منع کرتے ہو اللہ و رسول پر افترا کرتے بلکہ خود شارع بنتے ہو کہ شارع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تو منع کیا نہیں اور تم منع کر رہے ہو مجلس میلاد مبارک و قیام و فاتحہ و

---

[1] [illegible] نے حدیث کا یہ حصہ الگ روایت کیا۔

سوم وغیرہا مسائل بدعت وہابیہ سب اسی اصل سے حل ہو جاتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت حجۃ الخلف بقیۃ السلف خاتمۃ المحققین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد نے کتاب مستطاب **اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد** میں اس کا بیان اعلیٰ درجہ کا روشن فرمایا ہے فَنَوَّرَ اللّٰہُ مَنْزِلَہٗ وَاَکْرَمَ عِنْدَہٗ نُزُلَہٗ اٰمین۔

امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں فرماتے ہیں:

مِنْ خَصَائِصِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ کَانَ یَخُصُّ مَنْ شَاءَ بِمَا شَاءَ مِنَ الْاَحْکَامِ۔	سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص کریمہ سے ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شریعت کے عام احکام سے جسے چاہتے جس حکم سے چاہتے مستثنیٰ فرما دیتے۔

علامہ زرقانی نے شرح میں بڑھایا (مِنَ الْاَحْکَامِ) وَغَیْرِھَا کچھ احکام ہی کی خصوصیت نہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جس چیز سے چاہیں جسے چاہیں خاص فرما دیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

امام جلیل جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے خصائص کبریٰ شریف میں ایک باب وضع فرمایا

بَابُ اخْتِصَاصِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاَنَّہٗ یَخُصُّ مَنْ شَاءَ بِمَا شَاءَ مِنَ الْاَحْکَامِ	باب اس بیان کا کہ خاص نبی ہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ منصب حاصل ہے کہ جسے چاہیں جس حکم سے چاہیں خاص فرما دیں

حدیث صحیحین ۱: میں براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے اُن کے ماموں ابو بُردہ بن نیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نمازِ عید سے پہلے قربانی کر لی تھی جب معلوم ہُوا یہ کافی نہیں۔ عرض کی یا رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم، وہ میں کر چکا اب میرے پاس چھ مہینے کا بکری کا بچہ ہے مگر سال بھر والے سے اچھا ہے فرمایا:۔

اِجْعَلْهُ مَكَانَهٗ وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَكَ — اُس کی جگہ اُسے کر دو اور ہرگز اتنی عمر کی بکری تمہارے بعد دوسرے کی قربانی میں کافی نہ ہوگی۔

ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں اس حدیث کے نیچے ہے

خُصُوْصِيَّةٌ لَهٗ لَا تَكُوْنُ لِغَيْرِهٖ اِذْ كَانَ لَهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّخُصَّ مَنْ شَاءَ بِمَا شَاءَ مِنَ الْاَحْكَامِ — یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ ایک خصوصیت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بخشی جس میں دوسرے کا حصہ نہیں اس لئے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اختیار تھا کہ جسے چاہیں جس حکم سے چاہیں خاص فرما دیں

نیز حدیث:۔ صحیحین میں عقبہ ۲ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو قربانی کے لئے جانور عطا فرمائے ان کے حصے میں شش ماہہ بکری آئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حال عرض کیا فرمایا:۔ ضَحِّ بِهَا تم اسی کی قربانی کر دو سنن بیہقی میں بسندِ صحیح اتنا اور زائد ہے وَلَا رُخْصَةَ فِيْهَا لِاَحَدٍ بَعْدَكَ تمہارے بعد اور کسی کے لئے اس میں رُخصت نہیں۔

(پچھلے صفحہ کے حوالہ جات) ۱۵ و ۱۹۶ ایک اسی اصل سے مجلس میلاد و قیام و فاتحہ و سوم وغیرہ تمام مسائل بدعت دا بہیہ طے ہو جاتے ہیں۔

واقعہ ۱ ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے شش ماہہ بکری کی قربانی جائز فرما دی۔

واقعہ ۲ ایک بار عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کی اجازت کی۔

شیخ محقق اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں احکام مفوض بود بوے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بر قولِ صحیح۔

حدیث ۱۱۔ صحیح مسلم میں اُمِّ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے جب بیعتِ زناں کی آیت اُتری اور اُس میں ہر گناہ سے بچنے کی شرط تھی کہ لَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ اور مُردے پر بیان کر کے رونا چیخنا بھی گناہ تھا میں نے عرض کی:۔

یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا اٰلَ فُلَانٍ فَاِنَّهُمْ کَانُوْا اَسْعَدُوْنِیْ فِی الْجَاهِلِیَّةِ فَلَا بُدَّ لِیْ مِنْ اَنْ اُسْعِدَهُمْ	یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) فلاں گھر والوں کو استثنا فرما دیجئے کہ انہوں نے زمانۂ جاہلیت میں میرے ساتھ ہو کر میرے ایک میت پر نوحہ کیا تھا تو مجھے اُن کی میت پر نوحے میں اُن کا ساتھ دینا ضرور ہے۔
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا اٰلَ فُلَانٍ	سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا وہ مستثنیٰ کر دیئے۔

اور سُنن نسائی میں ہے ارشاد فرمایا اِذْهَبِیْ فَاَسْعِدِیْهَا جا اُن کا ساتھ دے آ۔ یہ گئیں اور وہاں نوحہ کر کے پھر واپس آ کر بیعت کی۔

ترمذی کی روایت میں ہے فَاَذِنَ لَهَا سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں نوحہ کی اجازت دے دی۔

مسند احمد میں ہے فرمایا اِذْهَبِیْ فَکَافِئِیْهِمْ جا اُن کا بدلہ اُتار آ۔

امام نووی اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خاص رخصت اُمِّ عطیہ کو دے دی تھی خاص آلِ فلاں کے بارے میں وَلِلشَّارِعِ اَنْ یَّخُصَّ مِنَ الْعُمُوْمِ مَاشَاءَ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اختیار ہے کہ عام سے جو چاہیں خاص

ف واقعہ اُمِّ عطیہ کو ایک جگہ نوحہ کرنے کی اجازت تحریر ہے

فرمادیں یہی مضمون۔

حدیث ۱۲:۔ ابنِ مردویہ میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے ہے:۔

اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ كَانَ اَبِیْ وَاَخِیْ مَاتَا فِی الْجَاهِلِيَّةِ وَاِنَّ فُلَانَةَ اَسْعَدَتْنِیْ وَقَدْ مَاتَ اَخُوْهَا الْحَدِيْث

انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم میرا باپ اور بھائی زمانۂ جاہلیت میں فوت ہوگئے تھے اور فلاں عورت نے (نوحہ میں) میرا ساتھ دیا تھا اور اب اس کا بھائی مرگیا ہے۔ (مترجم)

حدیث ۱۳:۔ ترمذی میں اسماء بنت یزید انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے انہوں نے بھی ایک جگہ نوحے کا بدلہ اُتارنے کی اجازت مانگی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے انکار فرمایا۔

قَالَتْ فَرَاجَعْتُهٗ مِرَارًا فَاَذِنَ لِیْ ثُمَّ لَمْ اَنُحْ بَعْدَ ذٰلِكَ

میں نے کئی بار حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے عرض کی آخر حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے اجازت دے دی پھر میں نے کہیں نوحہ نہ کیا

حدیث ۱۴:۔ احمد وطبرانی میں مصعب بن نوح سے ہے ایک بڑی بی نے وقتِ بیعت نوحے کا بدلہ اُتارنے کا اذن چاہا فرمایا:۔

اِذْهَبِیْ فَكَافِئِيْهِمْ

جاؤ عوض کر آؤ۔ (بدلہ اُتار آؤ)۔

اَقُوْلُ وَظَاهِرٌ اَنَّ كُلَّ رُخْصَةٍ تَخْتَصُّ بِصَاحِبَتِهَا لَا

میں کہتا ہوں ظاہر یہ ہے کہ ہر رخصت اس خاتون کے ساتھ خاص ہے جسے

واقعہ ۱؎ ایک بار خولہ بنت حکیم کو اجازت فرمادی واقعہ ۲؎ یونہیں اسماء بنت یزید کو ایک دفعہ کی پروانگی عطا کی۔

۳؎ یہ محتمل ہے کہ یہ بی بی اُمِّ عطیہ ہوں لہٰذا واقعہ جداگانہ نہ شمار ہوا۔ ۱۲ منہ

شركة فيها لغيرها فلا ينكر بما ذكرنا على قول النووي أن هذا محمول على الترخيص لام عطية في آل فلان خاصة و بمثله يندفع ما استشكلوا من التعارض في حديثي التضحية لأبي بردة وعقبة لاسيما مع زيادة البيهقي المذكورة فإنه حكم لا خبر ولا شك أن الشارع إذا خص أبا بردة كان كل من سواه داخلا في عموم عدم الأجزاء وكذا حين خص عقبة فصدق في كل مرة لن تجزئ أحدا بعدك فافهم فقد خفي على كثير من الأعلام

رخصت دی گئی، اس میں کسی دوسری عورت کے لئے شراکت نہیں ہے، ہمارے بیان سے امام نووی کے اس قول پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا کہ یہ آل فلاں کے بارے میں خاص طور پر اُمِ عطیہ کے لئے رخصت دینے پر محمول ہے، ایسے ہی حضرت ابوبردہ اور حضرت عقبہ کی روایت کردہ قربانی کی دو حدیثوں کے درمیان تعارض کا اشکال دُور ہو جائے گا، خصوصاً امام بیہقی کی مذکورہ زیادتی کے ساتھ، کیونکہ وہ حکم ہے اور خبر نہیں، اور اس میں شک نہیں کہ جب شارع علیہ السلام نے حضرت ابوبردہ کی تخصیص کر دی تو ان کے علاوہ ہر شخص ناکافی ہونے کے حکم کے عموم میں داخل ہوگا، اسی طرح جب حضرت عقبہ کی تخصیص فرمائی تو ہر دفعہ یہ فرمان سچ ہوگا کہ تمہارے بعد کسی کے لئے کافی نہیں، خوب اچھی طرح سمجھ لو کیونکہ یہ تحقیق بہت سے اکابر سے مخفی رہ گئی ہے۔ (مترجم)

حدیث ۱۵: طبقات ابن سعد میں اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے

واقعہ ۶ اسماء بنت عمیس کو عدت وفات کا سوگ معاف فرما دیا۔

ہے جب اُن کے شوہر اوّل جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا:۔

تَسَلَّبِي ثَلٰثًا ثُمَّ اصْنَعِي مَا شِئْتِ — تین دن سنگار سے الگ رہو پھر جو چاہو کرو

یہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کو اُس حکم عام سے استثنا فرما دیا کہ عورت کو شوہر پر چار مہینے دس دن سوگ واجب ہے۔

حدیث ۱۶:۔ ابن السکن میں ابو النعمان ازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے ایک شخص نے ایک عورت کو پیام نکاح دیا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مہر دو عرض کی میرے پاس کچھ نہیں فرمایا:۔

أَمَا تُحْسِنُ سُوْرَةً مِّنَ الْقُرْاٰنِ — کیا تجھے قرآن عظیم کی کوئی سورت نہیں

فَاصْدِقْهَا السُّوْرَةَ وَلَا يَكُوْنُ — آتی وہ سورت سکھانا ہی اس کا مہر کردو

لِاَحَدٍ بَعْدَكَ مَهْرًا — تیرے بعد یہ پھر کسی اور کو کافی نہیں۔

وَرَوَاهُ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ مُخْتَصَرًا

حدیث ۱۷:۔ ابی داؤد ونسائی وطحاوی وابن ماجہ وخزیمہ میں عم عمارہ بن خزیمہ بن ثابت انصاری

اور **حدیث ۱۸**:۔ مصنف ابن ابی شیبہ وتاریخ بخاری ومسند ابی یعلےٰ وصحیح ابن خزیمہ ومعجم کبیر طبرانی میں خود حضرت خزیمہ

اور **حدیث ۱۹**:۔ حارث بن اُسامہ میں نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا وہ بیچ کر مکر گئے اور گواہ مانگا جو مسلمان آتا اعرابی کو جھڑکتا کہ خرابی ہو تیرے لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حق کے سوا کیا فرمائیں گے (مگر گواہی کوئی نہیں دیتا کہ کسی کے سامنے کا واقعہ نہ تھا) اتنے میں

واقعہ ۸ ایک صاحب کو مہر کی جگہ صرف سورت قرآن سکھانا کافی کر دیا واقعہ ۹ خزیمہ بن ثابت کی گواہی کو شہادت کی نصاب کامل کردیا

خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضرِ بارگاہ ہوئے گفتگو سُن کر بولے

بِتَصْدِيقِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ (وَفِي الثَّانِيْ) صَدَّقْتُكَ بِمَا جِئْتَ بِهٖ وَعَلِمْتُ اَنَّكَ لَا تَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا (وَفِي الثَّالِثِ) اَنَا اُصَدِّقُكَ عَلٰى خَبَرِ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اَلَا اُصَدِّقُكَ عَلَى الْاَعْرَابِيِّ۔

یارسُول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلّم) میں حضور کی تصدیق سے گواہی دے رہا ہوں میں حضور کے لائے ہوئے دین پر ایمان لایا اور یقین جانا کہ حضور حق ہی فرمائیں گے آسمان و زمین کی خبروں پر حضور کی تصدیق کرتا ہوں کیا اس اعرابی کے مقابلے میں تصدیق نہ کروں۔

اس کے انعام میں حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ہمیشہ ان کی گواہی دو مرد کی شہادت کے برابر فرما دی اور ارشاد فرمایا:

مَنْ شَهِدَ لَهٗ خُزَيْمَةُ اَوْ شَهِدَ عَلَيْهِ فَحَسْبُهٗ

خزیمہ جس کسی کے نفع خواہ ضرر کی گواہی دیں ایک اُنہیں کی شہادت بس ہے

ان احادیث سے ثابت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآنِ عظیم کے حکم عام

وَاَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ

سے خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مستثنیٰ فرما دیا

حدیث ۲۰: صحاحِ ستہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ ایک شخص نے بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی یارسُول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلّم) میں ہلاک ہو گیا فرمایا کیا ہے عرض کی میں نے رمضان میں اپنی عورت سے نزدیکی کی۔ فرمایا غلام آزاد کر سکتا ہے عرض کی نہ۔ فرمایا لگاتار دو مہینے کے روزے رکھ سکتا ہے۔ عرض کی نہ۔ فرمایا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے۔ عرض کی نہ۔ اتنے میں خرمے خدمتِ اقدس میں لائے گئے

واقعہ ۹ ایک صاحب کے لئے روزے کا کفارہ خود ہی کھا لینا جائز فرما دیا۔

حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا انھیں خیرات کر دے۔ عرض کی کیا اپنے سے زیادہ کسی محتاج پر۔ مدینے بھر میں کوئی گھر ہمارے برابر محتاج نہیں

فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ وَقَالَ اذْهَبْ فَاطْعِمْهُ اَهْلَكَ

رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ سن کر ہنسے یہاں تک کہ دندان مبارک ظاہر ہوئے اور فرمایا جا اپنے گھر والوں کو کھلا دے۔

مسلمانو گناہ کا ایسا کفارہ کسی نے بھی سنا ہوگا سوا دو من خرمے سرکار علیہ التحیۃ والثناء سے عطا ہوتے ہیں کہ آپ کھالو کفارہ ہو گیا۔ واللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ رحمت ہے کہ سزا کو انعام سے بدل دے ہاں ہاں یہ بارگاہ بیکس پناہ۔
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُبَدِّلُ اللهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنَاتٍ کی خلافت کبریٰ ہے اُن کی ایک نگاہ کرم کبائر کو حسنات کر دیتی ہے جب تو ارحم الراحمین جل جلالہٗ نے گناہ گاروں خطا واروں تباہ کاروں کو اُن کا دروازہ بتایا کہ

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ الاٰيۃ

گنہگار تیرے دربار میں حاضر ہو کر معافی چاہیں اور آپ شفاعت فرمائیں تو خدا کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ یہی مضمون

حدیث ۲۱: صحیح مسلم میں ام المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور

حدیث ۲۲: مسند بزاز ومعجم اوسط طبرانی میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے

حدیث ۲۳: دارقطنی میں مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ہے ارشاد فرمایا:۔

كُلْهُ اَنْتَ وَعِيَالُكَ فَقَدْ كَفَّرَ اللهُ عَنْكَ

تو اور تیرے اہل وعیال یہ خرمے کھالیں کہ اللہ تعالیٰ نے تیری طرف سے کفارہ

ادا فرما دیا۔

ہدایہ میں ہے فرمایا:۔

کُلْ اَنْتَ وَعِیَالُکَ تُجْزِئُکَ وَلَا تُجْزِئُ اَحَدًا بَعْدَکَ

تو اور تیرے بال بچے کھالیں تجھے کفارے سے کفایت کرے گا اور تیرے بعد اور کسی کو کافی نہ ہوگا۔

سنن ابی داؤد میں امام ابن شہاب زہری تابعی سے ہے۔

اِنَّمَا کَانَ ھٰذِہٖ رُخْصَۃً لَّہٗ خَاصَّۃً وَلَوْ اَنَّ رَجُلًا فَعَلَ ذٰلِکَ الْیَوْمَ لَمْ یَکُنْ لَّہٗ بُدٌّ مِّنَ التَّکْفِیْرِ

یہ خاص اُسی شخص کے لئے رُخصت تھی آج کوئی ایسا کرے تو کفارہ سے چارہ نہیں۔

امام جلال الدین سیوطی وغیرہ عُلماء نے بھی اسے خصائص مذکورہ سے گنا وَفِی الْحَدِیْثِ وُجُوْہٌ اُخَرُ۔

حدیث ۲۴:۔ صحیح مسلم وسنن نسائی وابن ماجہ ومسند امام احمد میں زینب بنت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ابو حذیفہ کی بی بی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کی یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) سالم (غلام آزاد کردہ ابو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما) میرے سامنے آتا جاتا ہے اور وہ جوان ہے ابو حذیفہ کو یہ ناگوار ہے سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

اَرْضِعِیْہِ حَتّٰی یَدْخُلَ عَلَیْکِ

تم اُسے دودھ پلا دو کہ بے پردہ تمہارے پاس آنا جائز ہو جائے۔

اُم المومنین اُم سلمہ وغیرہا باقی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے فرمایا:۔

واقعہ ۵: ایک صاحب کو جوانی میں ایک بی بی کا دودھ پینے کی اجازت دی اور اُس سے حرمتِ رضاعت ثابت فرمادی

مَا نَرٰی هٰذِهٖ اِلَّا رُخْصَةً اَرْخَصَهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِسَالِمٍ خَاصَّةً

ہمارا یہی اعتقاد ہے کہ یہ رخصت حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خاص سالم کے لئے فرمادی تھی۔

حدیث ۲۵:۔ ابن سعد و حاکم میں بطریق عمرہ بنت عبدالرحمٰن خود سہلہ زوجہ ابی حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مضمون مذکور مروی کہ انہوں نے جب حال سالم عرض کیا

فَاَمَرَهَا اَنْ تُرْضِعَهٗ۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دودھ پلا دینے کا حکم فرمایا انہوں نے پلا دیا اور سالم اُس وقت مرد جوان تھے۔ جنگ بدر شریف میں شریک ہوچکے تھے۔ جوان آدمی کو اول تو عورت کا دودھ پینا ہی کب حلال ہے اور پیئے تو اُس سے پسر رضاعی نہیں ہوسکتا مگر حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے ان حکموں سے سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مستثنیٰ فرما دیا۔

حدیث ۲۶:۔ صحاح ستہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَّالزُّبَیْرِ فِیْ لُبْسِ الْحَرِیْرِ لِحِکَّةٍ

یعنی عبدالرحمٰن بن عوف و زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بدن میں خشک خارش تھی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں ریشمیں کپڑے کی اجازت عطا

واقعہ ۱۱:۔ دو صاحبوں کو ریشمیں کپڑے پہننے کی اجازت فرما دی

واقعہ ۱۲:۔ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو بحالت جنابت مسجد اقدس میں رہنا مباح فرما دیا۔

فرمادی۔

حدیث ۲۷: ترمذی وابی یعلٰے وبیہقی میں ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے فرمایا

يَا عَلِيُّ لَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ يُّجْنِبَ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ غَيْرِيْ وَغَيْرُكَ۔

اے علی میرے اور تمہارے سوا کسی کو حلال نہیں کہ اس مسجد میں بحالِ جنابت داخل ہو۔

امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث ۲۸: مستدرک حاکم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے جناب امیر المؤمنین عُمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا علی کو تین باتیں وہ دی گئیں کہ اُن میں سے میرے لئے ایک ہوتی تو مجھے سُرخ اُونٹوں سے زیادہ پیاری تھی۔ (سُرخ اُونٹ عزیز ترین اموال عرب ہیں)، کسی نے کہا یا امیر المؤمنین وہ کیا ہیں؟ فرمایا دُخترِ رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شادی۔

وَسُكْنَاهُ الْمَسْجِدَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحِلُّ لَهٗ مَا يَحِلُّ لَهٗ۔

اور اُن کا مسجد میں رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ رہنا کہ اُنہیں مسجد میں رَوا تھا جو حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو رَوا تھا۔

(یعنی بحالِ جنابت رہنا) اور روزِ خیبر کا نشان۔

حدیث ۲۹: معجم کبیر طبرانی وسنن بیہقی وتاریخ ابن عساکر میں اُم المؤمنین اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

اَلَا اِنَّ هٰذَا الْمَسْجِدَ لَا يَحِلُّ

سُن لو یہ مسجد کسی جنب کو حلال ہے نہ

واقعہ ۱۳: کہ حضراتِ اہلبیت طہارت کو بحالت جنابت مسجد مبارک میں آنا جائز فرما دیا۔

لِجُنُبٍ وَّلَا لِحَائِضٍ اِلَّا لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ اَزْوَاجِہٖ وَفَاطِمَۃَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ وَ عَلِیٍّ اَلَا بَیَّنْتُ لَکُمْ اَنْ تَضِلُّوْا

کسی حائض کو مگر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور کی ازواج مطہرات و حضرت بتول زہرا اور مولیٰ علی کو صلی اللہ تعالیٰ علی الحبیب و علیہم وسلم سن لو میں نے تم سے صاف بیان فرما دیا کہ کہیں بہک نہ جاؤ۔

ھٰذِہٖ رِوَایَۃُ الطَّبْرَانِیِّ

حدیث ۳۰: صحیحین میں براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔

نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ خَاتَمِ الذَّھَبِ

ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔

بااینہمہ خود براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ انگشتری طلائی پہنتے۔ ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح ابوالسفر سے روایت کی۔

قَالَ رَاَیْتُ عَلَی الْبَرَاءِ خَاتَمًا مِّنْ ذَھَبٍ۔

میں نے براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سونے کی انگوٹھی پہنے دیکھا۔

وَرَوٰی نَحْوَہُ الْبَغَوِیُّ فِی الْجَعْدِیَّاتِ عَنْ شُعْبَۃَ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ

امام احمد مسند میں فرماتے ہیں:۔

حَدَّثَنَا اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثَنَا اَبُوْ رَجَاءٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ رَاَیْتُ عَلَی الْبَرَاءِ خَاتَمًا مِّنْ ذَھَبٍ وَکَانَ النَّاسُ یَقُوْلُوْنَ لَہٗ لِمَ تَخَتَّمُ بِالذَّھَبِ وَقَدْ نَھٰی عَنْہُ

یعنی محمد بن مالک نے کہا میں نے براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سونے کی انگوٹھی پہنے دیکھا لوگ اُن سے کہتے تھے آپ سونے کی انگشتری کیوں پہنتے ہیں حالانکہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے ممانعت فرمائی

واقعہ ۱۴ - براء بن عازب کو سونے کی انگوٹھی پہننے کی اجازت فرمادی

النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الْبَرَاءُ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ يَدَيْهِ غَنِيْمَةٌ يَقْسِمُهَا سَبْيٌ وَخُرْثِيٌّ قَالَ فَقَسَمَهَا حَتّٰى بَقِيَ هٰذَا الْخَاتَمُ فَرَفَعَ طَرْفَهُ فَنَظَرَ اِلٰى اَصْحَابِهٖ ثُمَّ خَفَضَ ثُمَّ رَفَعَ طَرْفَهُ فَنَظَرَ اِلَيْهِمْ ثُمَّ خَفَضَ ثُمَّ رَفَعَ طَرْفَهُ فَنَظَرَ اِلَيْهِمْ ثُمَّ قَالَ اَيْ بَرَاءُ فَجِئْتُهُ حَتّٰى قَعَدْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَاَخَذَ الْخَاتَمَ فَقَبَضَ عَلٰى كُرْسُوْعِيْ ثُمَّ قَالَ خُذْ اِلْبَسْ مَا كَسَاكَ اللهُ وَرَسُوْلُهٗ قَالَ وَكَانَ الْبَرَاءُ يَقُوْلُ كَيْفَ تَأْمُرُوْنِيْ اَنْ اَضَعَ مَا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلْبَسْ مَا كَسَاكَ اللهُ وَرَسُوْلُهٗ.

ہے براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہم حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے سامنے اموالِ غنیمت غلام و متاعِ خانہ تھے حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) تقسیم فرما رہے تھے سب بانٹ چکے یہ انگوٹھی باقی رہی۔ حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے نظرِ مبارک اٹھا کر اپنے اصحاب کرام کو دیکھا پھر نگاہ نیچی کر لی اور پھر نظر اٹھا کر ملاحظہ فرمایا پھر نگاہ نیچی کر لی پھر نظر اٹھا کر دیکھا اور مجھے بلایا اے براء میں حاضر ہو کر حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے سامنے بیٹھ گیا سید اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انگوٹھی لے کر میری کلائی تھامی پھر فرمایا لے پہن لے جو کچھ تجھے اللہ و رسول پہناتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تم لوگ کیونکر مجھے کہتے ہو کہ میں وہ چیز اُتار ڈالوں جسے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ لے پہن لے جو کچھ اللہ و رسول نے پہنایا۔ جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم۔

حدیث ۳۱: دلائل النبوۃ بیہقی میں بطریق امام حسن مرسلاً سید عالم صلی اللہ تعالےٰ

واقعہ ۱۵۔ سراقہ کو سونے کے کنگن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت سے پہنائے گئے۔

علیہ وسلم نے سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:۔

كَيْفَ بِكَ إِذَا لَبِسْتَ سِوَارَيْ كِسْرٰی۔

وہ وقت تیرا کیسا وقت ہوگا جب تجھے کسریٰ بادشاہِ ایران کے کنگن پہنائے جائیں گے۔

جب ایران زمانۂ امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فتح ہوا اور کسریٰ کے کنگن کمربند تاج خدمتِ فاروقی میں حاضر کئے گئے امیر المؤمنین نے انہیں پہنائے اور فرمایا اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہو۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ سَلَبَهُمَا كِسْرٰى بْنَ هُرْمُزَ وَاَلْبَسَهُمَا سُرَاقَةَ الْاَعْرَابِيَّ۔

اللہ بہت بڑا ہے سب خوبیاں اللہ کو جس نے یہ کنگن کسریٰ بن ہرمز سے چھینے اور سراقہ دہقانی کو پہنائے۔

قَالَ الْعَلَّامَةُ الزُّرْقَانِيُّ فِيْ هٰذَا اِسْتِعْمَالُ الذَّهَبِ وَهُوَ حَرَامٌ لِاَنَّهُ اِنَّمَا فَعَلَهُ تَحْقِيْقًا لِمُعْجِزَةِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُّقِرَّهُمَا فَاِنَّهُ رُوِيَ اَنَّهُ اَمَرَهُ فَنَزَعَهُمَا وَجَعَلَهُمَا فِي الْغَنِيْمَةِ وَمِثْلُ هٰذَا لَا يُعَدُّ اِسْتِعْمَالًا اھ

علامہ زرقانی نے فرمایا اس میں سونے کا استعمال ہے اور وہ حرام ہے، وجہ یہ ہے کہ حضرت سراقہ نے یہ عمل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزے کو ثابت کرنے کیلئے کیا۔ یہ نہیں کہ وہ کنگن پہنے رہے ہوں، کیونکہ مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمانے پر انہوں نے اُتار دیئے اور مالِ غنیمت میں شامل کر دیئے گئے اور ایسا عمل شمار نہیں کیا جاتا۔

اَقُوْلُ رَحِمَكَ اللّٰهُ مِنْ فَاضِلٍ كَبِيْرِ الشَّانِ اِنَّمَا الْمُعْجِزَةُ اِخْبَارُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میں کہتا ہوں:۔ اے عظیم الشان فاضل (علامہ زرقانی) اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے! معجزہ تو یہ ہے کہ

بِأَنَّهُ يَلْبَسُ سِوَارَيْ كِسْرَى فَإِنَّمَا
تَحْقِيقُهَا بِلُبْسِهِ وَإِنَّمَا الْحَرَامُ
اللُّبْسُ وَلَيْسَ مِنْ شَرْطِ الْحُرْمَةِ
اللُّبْثُ فَالْوَاضِحُ مَا جَنَحْتُ
إِلَيْهِ مِنْ أَنَّ هٰذَا تَرْخِيصٌ وَ
تَخْصِيصٌ مِّنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِسُرَاقَةَ وَلَمْ
يَكُنْ فِي الْحَدِيثِ مَا يَدُلُّ عَلَى
التَّمْلِيكِ فَفَعَلَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ
مَا أَرْشَدَ إِلَيْهِ الْحَدِيثُ ثُمَّ رَدَّهُمَا
مَرَدَّهُمَا

نبیِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی کہ حضرت سراقہ، شاہِ ایران کے کنگن پہنیں گے، اس معجزہ کی تحقیق حضرت سراقہ کا کنگن پہننا ہے، اور پہننا حرام ہے، حُرمت کی شرط دیر تک پہنے رہنا نہیں ہے (بلکہ فقط پہننا حرام ہے) لہٰذا واضح وہ بات ہے جو میں نے اختیار کی ہے اور وہ یہ کہ یہ نبیِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے حضرت سراقہ کو رُخصت اور خصوصیت عطا فرمانا ہے، حدیث شریف میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جو انہیں مالک بنانے پر دلالت کرے، لہٰذا امیر المؤمنین نے حدیث شریف کی ہدایت پر عمل کیا، پھر وہ کنگن مالِ غنیمت میں شامل کر دیئے

حدیث ۳۲: طبقات ابن سعد[۱۶] میں منذر ثوری سے ہے امیر المؤمنین حضرت علی وطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں گفتگو ہوئی۔ طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا آپ نے (اپنے بیٹے محمد بن حنفیہ ابو القاسم کا)، نام بھی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک رکھا اور کنیت بھی حضو

واقعہ ۱۶ - مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو اپنا نام وکنیت جمع کرنے کی اجازت فرمائی۔

(علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی کنیت حالانکہ سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کے جمع کرنے سے منع فرمایا ہے امیر المومنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے ایک جماعت قریش کو بلا کر گواہی دلوائی ـــــ کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیر المومنین سے ارشاد فرمایا تھا۔

سَیُوْلَدُ لَكَ بَعْدِیْ غُلَامٌ فَقَدْ نَحَلْتُهُ اسْمِیْ وَکُنْیَتِیْ وَلَا تَحِلُّ لِاَحَدٍ مِّنْ اُمَّتِیْ بَعْدَهٗ

عنقریب میرے بعد تمہارے ایک لڑکا ہوگا میں نے اُسے اپنے نام وکنیت دونوں عطا فرمادیئے اور اُس کے بعد میرے کسی اور اُمتی کو حلال نہیں۔

لہ شیخ محقق اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں علما را دریں مسئلہ اقوال ست وقول صواب ازیں مقالات آن ست کہ تسمیہ بنام شریف وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جائز بلکہ مستحب ست وتکنی بکنیت وے اگرچند بعد از زمان شریف وے باشد ممنوع ومنع ازاں دراں زماں ممنوع قوی تر وسخت تر بود وھمچنیں جمع کردن میان نام وکنیت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ممنوع بطریق اولیٰ وآنکہ علی مرتضیٰ کرد مخصوص بود بوے رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیر اورا جائز نبود اھ

لکن فی التنویر من کان اسمہ محمدًا لا بأس بان یکنی ابا القاسم اھ وعللہ فی الدر بنسخ النھی محتجا بفعل علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اقول کیف یفید النسخ مع نص الحدیث نفسہ ان ذلک کان رخصۃ من النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لعلی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کما سیأتی والمرام یحتاج الیٰ زیادۃ تحریر لا یرخص فیہ عن المقام واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ

مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں:

قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنْ وُّلِدَ لِیْ وَلَدٌ بَعْدَکَ اُسَمِّیْہِ بِاسْمِکَ وَاُکَنِّیْہِ بِکُنْیَتِکَ فَقَالَ نَعَمْ فَکَانَتْ رُخْصَۃً مِّنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ۔	میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم، حضور کے بعد اگر میرے کوئی لڑکا پیدا ہو تو میں حضور کا نام پاک اس کا نام رکھوں اور حضور کی کنیت اس کی کنیت فرمایا ہاں یہ مولیٰ علی کے لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رخصت تھی۔

اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَصَحَّحَ وَاَبُوْیَعْلٰی وَالْحَاکِمُ فِی الْکُنٰی وَالطَّحَاوِیُّ وَالْحَاکِمُ فِی الْمُسْتَدْرَکِ وَالْبَیْہَقِیُّ فِی السُّنَنِ وَالضِّیَاءُ فِی الْمُخْتَارَۃِ عَنْہُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

حدیث ۳۳: صحیح بخاری و ترمذی و مسند احمد میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے غزوۂ بدر میں حضرت رقیہ بنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زوجہ امیرالمؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیمار تھیں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں مدینہ طیبہ میں شہزادی کی تیمارداری کے لئے ٹھہرنے کا حکم دیا اور فرمایا:

اِنَّ لَکَ اَجْرَ رَجُلٍ مِّمَّنْ شَہِدَ بَدْرًا وَّسَہْمَہٗ۔	بے شک تمہارے لئے حاضرانِ بدر کے برابر ثواب حاضری کے مثل غنیمت کا حصہ ہے

یہ خصوصیت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرما دی حالانکہ جو حاضرِ جہاد نہ ہو غنیمت میں اس کا حصہ نہیں سنن ابی داؤد میں انہیں سے ہے۔

ضَرَبَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِسَہْمٍ وَّلَمْ	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے حصہ مقرر فرمایا اور ان کے سوا

واقعہ: عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بے حاضری جہاد سہم غنیمت کا مستحق فرما دیا اور عطا فرمایا

یَضْرِبْ لِاَحَدٍ غَابَ غَیْرِہٖ کسی غیر حاضر کو حصّہ نہ دیا۔

حدیث۔ آئندہ کتاب الفتوح میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے جب معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن پر صوبہ کر کے بھیجا اُن سے ارشاد فرمایا میں نے تمہارے لئے رعایا کے ہدایا طیب کر دیئے اگر کوئی شخص تمہیں ہدیہ دے جائے قبول کر لو۔ عبید بن صخر کہتے ہیں جب معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تیس غلام لائے کہ انہیں ہدیہ دیئے گئے حالانکہ عاملوں کو رعایا سے ہدیہ لینا حرام ہے مسند ابو یعلیٰ بن حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم فرماتے ہیں:۔

ھَدَایَا الْعُمَّالِ حَرَامٌ کُلُّھَا عاملوں کے سب ہدیے حرام ہیں

مسند احمد و سنن بیہقی میں ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم فرماتے ہیں:۔

ھَدَایَا الْعُمَّالِ غُلُوْلٌ عاملوں کے ہدیے خیانت ہیں۔

حدیث ۳۴:۔ صحیحین میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ ایک شخص (یعنی حبان بن منقذ بن عمرو انصاری یا اُن کے والد منقذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے) سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے عرض کی کہ میں فریب کھا جاتا ہوں (یعنی لوگ مجھ سے زیادہ قیمت لے لیتے ہیں) فرمایا:۔

مَنْ بَایَعْتَ فَقُلْ لَاخِلَابَۃَ زَادَ الْحُمَیْدِیُّ فِیْ مُسْنَدِہٖ ثُمَّ اَنْتَ بِالْخِیَارِ ثَلٰثًا

جس سے خریداری کرو یہ کہہ دیا کرو کہ فریب کی نہیں یہی پھر تمہیں تین دن تک اختیار ہے (اگر ناموافق پاؤ بیع رد کر دو)

یہی مضمون **حدیث ۳۵:۔** سنن اربعہ میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے

واقعہ ۱۸:۔ معاذ بن جبل کو اپنی رعیت سے تحائف لینا حلال فرما دیا۔

واقعہ ۱۹:۔ ایک صاحب کے لئے بیع میں خیار مقرر فرما دیا۔

وَذَكَرَ قِصَّةً وَلَمْ يَذْكُرِ الزِّيَادَةَ

امام نووی شرح مسلم شریف میں فرماتے ہیں امام ابوحنیفہ و امام شافعی علیہ الرحمۃ اور روایت اصح میں امام مالک وغیرہم آئمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک غبن باعث خیار نہیں کتنا ہی غبن کھائے بیع کو رد نہیں کر سکتا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس حکم سے خاص انھیں کو نوازا تھا اوروں کے لئے نہیں یہی قول صحیح ہے۔

حدیث ۳۶: مشہور[1] میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز عصر کے بعد نماز سے ممانعت فرمائی۔

فِيهِ عَنْ عُمَرَ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَنْ أَبِي سَعِيدِنِ الْخُدْرِيِّ كُلُّهَا فِي الصَّحِيحَيْنِ وَعَنْ مُعٰوِيَةَ فِي صَحِيحِ الْبُخَارِيِّ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَنْبَسَةَ فِي صَحِيحِ مُسْلِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ۔

خود ام المومنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اس ممانعت کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں رَوَاهُ أَبُو دَاؤُدَ فِي سُنَنِهِ باایں ہمہ ام المومنین عصر کی دو رکعتیں پڑھا کرتیں۔

رَوَاهُ الشَّيْخَانِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَزْهَرَ وَالْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ أَنَّهُمْ أَرْسَلُوهُ إِلٰى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا اِقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنَّا جَمِيعًا وَسَلْهَا عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَقُلْ لَهَا بَلَغَنَا أَنَّكِ تُصَلِّينَهُمَا وَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهُمَا۔

علما فرماتے ہیں یہ ام المومنین کی خصوصیت تھی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے جائز کر دیا تھا۔

واقعہ ۲۰: کہ ام المومنین کو عصر کے بعد دو رکعت نفل جائز فرما دیئے

قَالَہُ الْاِمَامُ الْجَلِیْلُ خَاتِمُ الْحُفَّاظِ السُّیُوْطِیُّ فِیْ اُنْمُوْذَجِ اللَّبِیْبِ ثُمَّ الزُّرْقَانِیُّ فِیْ شَرْحِ الْمَوَاهِبِ

حدیث ۳۷ :- صحیحین و مسند احمد و سنن نسائی و صحیح ابن حبان میں اُم المؤمنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

اور حدیث ۳۸ :- احمد و مسلم و ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و ابن حبان میں حضرت عبداللہ بن عباس

اور حدیث ۳۹ :- احمد و ابن ماجہ و ابن خزیمہ و ابو نعیم و بیہقی میں ضباعہ بنت زبیر

اور حدیث ۴۰ :- بیہقی و ابن مندہ بِطَرِیْقِ هِشَامٍ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ حضرت جابر بن عبداللہ

اور حدیث ۴۱ :- احمد و ابن ماجہ و طبرانی میں جدۃ ابی بکر بن عبداللہ بن زبیر یعنی اسماء بنت صدیق یا سعدے بنت عوف

اور حدیث ۴۲ :- طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی چچازاد بہن ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا حج کا ارادہ ہے۔ عرض کی یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم)، واللہ میں تو اپنے آپ کو بیمار ہی پاتی ہوں (یعنی گمان ہے کہ مرض کے باعث ارکان ادا نہ کرسکوں پھر احرام سے کیونکر باہر آؤں گی فرمایا:-

اَهِلِّیْ وَاشْتَرِطِیْ اَنَّ مَحِلِّیْ حَیْثُ حَبَسْتَنِیْ۔

احرام باندھ اور نیت حج میں یہ شرط لگا لے کر الٰہی جہاں تو مجھے روکے گا وہیں احرام سے باہر ہوں۔

نسائی نے زائد کیا:-

واقعہ ۲۱ :- ایک بی بی کو احرام میں شرط لگا لینا جائز فرما دیا

فَاِنَّ لَكِ عَلٰی رَبِّكِ مَا اسْتَثْنَيْتِ

تمہارا یہ استثناء تمہارے رب کے یہاں مقبول رہے گا۔

ضباعہ نے زائد کیا کہ فرمایا:۔

فَاِنْ حُبِسْتِ اَوْ مَرِضْتِ فَقَدْ حَلَلْتِ مِنْ ذٰلِكِ بِشَرْطِكِ عَلٰی رَبِّكِ عَزَّوَجَلَّ۔

اب اگر تم حج سے روکی گئیں یا بیمار پڑیں تو اس شرط کے سبب جو تم نے اپنے رب عزوجل پر لگائی ہے احرام سے باہر ہو جاؤ گی۔

ہمارے آئمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں یہ ایک خاص اجازت تھی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں عطا فرمادی ورنہ نیت میں ایسی شرط اصلاً مقبول و معتبر نہیں۔ بَلْ وَافَقَنَا عَلٰی اخْتِصَاصِهٖ بِهَا بَعْضُ الشَّافِعِيَّةِ كَالْخَطَّابِیِّ ثُمَّ الرُّوْيَانِیِّ كَمَا فِیْ عُمْدَةِ الْقَارِیْ لِلْاِمَامِ الْعَيْنِیِّ مِنْ بَابِ الْاِحْصَارِ حتی کہ

حدیث ۴۳:۔ مسند امام احمد میں بسند ثقات رجال صحیح مسلم ہے:۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْهُمْ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّهٗ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْلَمَ عَلٰی اَنَّهٗ لَا يُصَلِّیْ اِلَّا صَلَاتَيْنِ فَقَبِلَ ذٰلِكَ مِنْهُ

یعنی ایک صاحب خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر اس شرط پر اسلام لائے کہ صرف دو ہی نمازیں پڑھا کروں گا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبول فرما لیا۔

ان کے سوا امام جلیل جلال سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب مستطاب انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ایک مجمل فہرست میں نو واقعوں کے اور پتے دیئے ہیں کہ فقیر نے ان تین کی طرح یہ بھی ترک کر دیئے لِوُجُوْهٍ يَطُوْلُ اِيْرَادُهَا وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

واقعہ ۴۲:۔ ایک شخص سے اس شرط پر اسلام قبول فرما لیا کہ دو نمازیں نہ پڑھے گا۔

عَلٰی تَوَاتُرِ الْاِثْمِ۔ تینتالیس سو چھیں یہ اور آٹھ حدیث بالائی دربارہ تحریم مدینہ طیبہ جملہ اکادن احادیث ہیں جن میں بہت از روئے اسنادبھی خاص مقصود رسالہ کے مناسب تھیں اور بحیثیت تذلیل وہابیہ و تضلیل و تجہیل امام الوہابیہ تو سب ہی مقصود عام رسالہ کے ملائم ہیں انہیں بھی گنیے تو شمار احادیث یہاں تک ایک سو چھیانوے ہو مگر ہمارے نبیِ کریم رؤف رحیم علیہ و علیٰ آلہٖ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا ہے :۔

اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰى	بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر احسان
كُلِّ شَيْءٍ فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوْا	کرنا مقرر فرمادیا ہے تو جب تم کسی کو قتل کرو
الْقِتْلَةَ وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذِّبْحَةَ	تو قتل میں بھی احسان کرو اور ذبح کرو تو ذبح
	میں بھی احسان برتو۔

اَحْمَدُ وَالسِّتَّةُ اِلَّا الْبُخَارِيَّ عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ

لہٰذا میرا خامۂ تیغبار تجدی شکار اپنے مقتولین مخذولین مذبوحین مقبوحین حضرات وہابیہ پر احسان کے لئے یہ پچاسا شمار سے الگ رکھتا اور بتوفیق اللہ تعالیٰ آگے صرف وہ بعض احادیث کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف جلائل احکام تشریعیہ کی صریح اسنادوں پر مشتمل اور وہ کہ ان دلائل تفویض احکام بحضور سید الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی مؤید و مکمل ہیں لکھتا ہے ان میں مؤیدات تفویض کی تقدیم کیجئے کہ اس مبحث کا سلسلہ ہے وباللہ التوفیق۔

حدیث ۱۴۶ [۴۲] :۔ حدیث صحیح جلیل سنن ابی داؤد و سنن ابن ماجہ و مسند امام طحاوی و معجم طبرانی و معرفت بیہقی كُلُّهُمْ بِطَرِيْقِ مَنْصُوْرِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ الْجَدَلِيِّ عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ اِلَّا ابْنَ مَاجَةَ فَعَنْ سُفْيٰنَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ خُزَيْمَةَ کہ حضرت ذو الشہادتین خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :۔

جَعَلَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِلْمُسَافِرِ ثَلٰثًا فَلَوْ مَضَی السَّائِلُ عَلٰی مَسْأَلَتِہٖ لَجَعَلَھَا خَمْسًا

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسافر کے لئے مسح موزہ کی مُدت تین رات مقرر فرمائی ہے اور اگر مانگنے والا مانگتا رہتا تو ضرور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پانچ راتیں کر دیتے۔

یہ ابن ماجہ کی روایت ہے اور روایت ابی داؤد اور ایک روایت معانی الآثار ابی جعفر اور ایک روایت بیہقی میں ہے فرمایا :-

وَلَوِ اسْتَزَدْنَاہُ لَزَادَنَا

اگر ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ مانگتے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدت اور بڑھا دیتے۔

دُوسری روایت طحاوی میں ہے :-

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ جَعَلَ الْمَسْحَ عَلَی الْخُفَّیْنِ لِلْمُسَافِرِ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ وَ لَیَالِیَھُنَّ وَلِلْمُقِیْمِ یَوْمًا وَّلَیْلَۃً وَلَوْ اَطْنَبَ لَہُ السَّائِلُ فِیْ مَسْأَلَتِہٖ لَزَادَہٗ

بے شک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسح موزہ کی مُدت مسافر کے لئے تین رات دن اور مقیم کے لئے ایک رات دن کر دی اور اگر مانگنے والا مانگتا رہتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور زیادہ مُدت عطا فرماتے۔

بیہقی کی روایت اُخریٰ یوں ہے :-

وَاَیْمُ اللّٰہِ لَوْ مَضَی السَّائِلُ فِیْ مَسْأَلَتِہٖ لَجَعَلَہٗ خَمْسًا

خدا کی قسم اگر سائل عرض کئے جاتا تو حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) مُدت کے پانچ دن کر دیتے۔

یہ حدیث بلاشبہ صحیح السند ہے اس کے سب رواۃ اجلہ ثقات ہیں۔ لاجرم امام ترمذی نے اُسے روایت کر کے فرمایا ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ یہ حدیث حسن صحیح ہے نیز امام الشان یحییٰ بن معین سے نقل کیا یہ حدیث صحیح ہے :-

وَھُوَ وَاِنْ لَّمْ یَذْکُرِ الزِّیَادَۃَ فَاِنَّمَا الْمَخْرَجُ الْمَخْرَجُ وَالطَّرِیْقُ

الطَّرِيقِ حَيْثُ قَالَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا سَعِيدُ بْنُ مَسْرُوقٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْجَدَلِيِّ عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَطَالَ الْإِمَامُ ابْنُ دَقِيقِ الْعِيدِ الْكَلَامَ فِي تَقْوِيَةِ هٰذَا الْحَدِيثِ وَالذَّبِّ عَنْهُ فِي كِتَابِهِ الْإِمَامِ وَأَثَرَهُ الْإِمَامُ الزَّيْلَعِيُّ فِي نَصْبِ الرَّايَةِ فَرَاجِعْهُ إِنْ شِئْتَ [1]

---

[1] اعظم ما يرتاب به فيه رواية البيهقى عن الترمذى عن البخارى لا يصح عندى لانه لا يعرف لابى عبد الله الجدلى سماع من خزيمة

ع وتلك شكاة ظاهر عنك عارها : فان مبناه على ما ذهب اليه هو رحمه الله من اشتراط ثبوت السماع ولو مرة للاتصال والصحيح الاجتزاء بالمعاصرة هو المنصور وعليه الجمهور كما افاده المحقق على الاطلاق فى فتح القدير وقد اطال مسلم فى مقدمة صحيحه فى الرد على هذا المذهب لا جرم ان لم يكترث به تلميذه الترمذى وحكم بانه حسن صحيح وهكذا حكم بصحته شيخ البخارى امام الناقدين يحيى بن معين اقول علا انه لو سلم فقصواه الانقطاع وليس بقادح عندنا وعند سائر قابلى المراسيل وهم الجمهور ثم لا عليك من دندنة ابن حزم ان الجدلى لا يعتمد على روايته فان الرجل فى الجرح والوقيعة كالاعميين السيل الهجوم والبعير الصئول حتى عد الترمذى من المجاهيل والجدلى فقد وثقه الامامان المرجوع اليهما احمد بن حنبل وابن معين فما هو ابن حزم وايش ابن حزم بعد هذين وهو متفرد فيه لم يوافقه احد بهذا القول الاترى ان البخارى انما اعله اذا اعله بانه لم يعرف سماع الجدلى الا بانه قال ليته الجدلى وقد صحح له الترمذى وقال فى التقريب ثقة والله تعالى اعلم ۱۲ منه

اقول یہ حدیث صحیح حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تفویض و اختیار میں نص صریح ہے ورنہ یہ کہنا اور کہنا بھی کیسا مؤکد بقسم کہ واللہ سائل مانگے جاتا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پانچ دن کر دیتے۔ اصلاً گنجائش نہ رکھتا تھا کَمَا لَا یَخْفٰی اور یہاں جزم خصوص سے ہے جزم عموم نہ ہوگا کہ اس خاص کی نسبت کوئی خاص تخییر ارشاد نہ ہوئی تھی تو جزم کا منشا وہی کہ حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم تھا کہ احکام سپرد اختیار حضور سید الانام ہیں علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام۔

حدیث ۱۴۷: مالک و احمد و بخاری و مسلم و نسائی و ابن ماجہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُھُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ

اگر مشقت اُمت کا خیال نہ ہوتا تو میں اُن پر فرض فرما دیتا کہ ہر نماز کے وقت مسواک کریں

علماء فرماتے ہیں یہ حدیث متواتر ہے قَالَهٗ فِی التَّیْسِیْرِ وَغَیْرِہٖ

احمد و نسائی نے انہیں سے بسند صحیح یوں روایت کی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُھُمْ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ بِوُضُوْءٍ وَمَعَ كُلِّ وُضُوْءٍ بِسِوَاكٍ

اُمت پر دشواری کا لحاظ نہ ہو تو میں اُن پر فرض کر دوں کہ ہر نماز کے وقت وضو کریں اور ہر وضو کے ساتھ مسواک کریں۔

اقول: امر دو قسم ہے حتمی جس کا حاصل ایجاب اور اُس کی مخالفت معصیت وَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰی فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِہٖ۔ دوسرا ندبی جس کا حاصل ترغیب اور اُس کے ترک میں وسعت وَذٰلِكَ قَوْلُهٗ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ بِالسِّوَاكِ حَتّٰی خَشِیْتُ اَنْ یُّكْتَبَ عَلَیَّ اَحْمَدُ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ بِسَنَدٍ حَسَنٍ امر ندبی تو یہاں قطعاً حاصل ہے تو ضرور نفی حتمی کی ہے امر حتمی بھی دو قسم ہے ظنی جس کا مفاد وجوب اور قطعی جس کا مقتضے

فرضیت ظنیت خواہ من جہۃ الدرایۃ یا من جہۃ الدلالۃ ہمارے حق میں ہوتی ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم سب قطعی یقینی ہیں جن کے سراپردہ عزت کے گرد ظنوں کو اصلا بار نہیں تو قسم واجب اصطلاحی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں متحقق نہیں وہاں یا فرض ہے یا مندوب نَصَّ عَلَیْہِ الْاِمَامُ الْمُحَقِّقُ حَیْثُ اَطْلَقَ فِی الْفَتْحِ۔

اب واضح ہو گیا کہ ان ارشاداتِ کریمہ کے قطعاً یہی معنی ہیں کہ میں چاہتا تو اپنی اُمّت پر ہر نماز کے لئے تازہ وضو اور ہر وضو کے وقت مسواک کرنا فرض فرما دیتا مگر اُنکی مشقت کے لحاظ سے میں نے فرض نہ کئے اور اختیار احکام کے کیا معنی ہیں؟ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

حدیث ۱۴۸:۔ مالک و شافعی و بیہقی اُن سے اور طبرانی اوسط میں امیر المؤمنین مولےٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے بسند حسن راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں :۔

لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُھُمْ بِالسِّوَاکِ مَعَ کُلِّ وُضُوْءٍ۔

مشقت اُمّت کا پاس ہے ورنہ میں ہر وضو کے ساتھ مسواک اُن پر فرض کر دوں۔

حدیث ۱۴۹:۔ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم :۔ مسواک کرو کہ مسواک مُنہ کو پاکیزہ اور رب عزوجل کو راضی کرتی ہے۔ جبریل جب میرے پاس حاضر ہوتے مجھے مسواک کی وصیت کی۔

حَتّٰی لَقَدْ خَشِیْتُ اَنْ یَّفْرِضَہٗ عَلَیَّ وَعَلٰی اُمَّتِیْ وَلَوْلَا اَنِّیْ اَخَافُ اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَفَرَضْتُہٗ عَلَیْھِمْ

یہاں تک کہ بیشک مجھے اندیشہ ہوا کہ جبریل مجھ پر اور میری اُمّت پر مسواک فرض کر دیں گے اور اگر مشقت اُمّت کا خوف نہ ہوتا تو میں اُن پر فرض کر دیتا۔

اِبْنُ مَاجَۃَ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ

یہاں جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام کی طرف بھی فرض کر دینے کی اسناد ہیں:۔

حدیث ۱۵۰:۔ طبرانی و بزار و دار قطنی و حاکم حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَفَرَضْتُ عَلَیْھِمُ السِّوَاکَ عِنْدَ کُلِّ صَلٰوۃٍ (زَادَ غَیْرُ الدَّارَقُطْنِیِّ) کَمَا فَرَضْتُ عَلَیْھِمُ الْوُضُوْءَ۔

مشقتِ اُمت کا لحاظ نہ ہو تو میں ہر نماز کے وقت اُن پر مسواک فرض کر دوں جس طرح میں نے وضو اُن پر فرض کر دیا ہے۔ یہاں وضو کو بھی فرمایا گیا کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنی اُمت پر فرض کر دیا۔

حدیث ۱۵۱، ۱۵۲:۔ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم:۔

لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُھُمْ بِالسِّوَاکِ وَالطِّیْبِ عِنْدَ کُلِّ صَلٰوۃٍ

مشقتِ اُمت کا خیال نہ ہو تو اپنی اُمت پر ہر نماز کے وقت مسواک کرنا اور خوشبو لگانا فرض کر دوں۔

اَبُوْنُعَیْمٍ فِیْ کِتَابِ السِّوَاکِ عَنْ عَبْدِ اللہِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا بِسَنَدٍ حَسَنٍ وَسَعِیْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ فِیْ سُنَنِہٖ عَنْ مَکْحُوْلٍ مُرْسَلًا

یہاں خوشبو کی فرضیت بھی زائد فرمائی۔

حدیث ۱۵۳:۔ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُھُمْ اَنْ یَّسْتَاکُوْا بِالْاَسْحَارِ

مشقتِ اُمت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اُن پر فرض فرما دیتا کہ ہر سحر پچھلے پہر اُٹھ کر مسواک کریں۔

اَبُوْنُعَیْمٍ فِی السِّوَاکِ عَنْ عَبْدِ اللہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا۔

حدیث ۱۵۴، ۱۵۵:۔ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ

مشقتِ اُمت کا خیال نہ ہو تو میں ہر نماز

لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوۃٍ وَّلَاَخَّرْتُ الْعِشَاءَ اِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ

کے وقت اُن پر مسواک فرض کردوں اور نمازِ عشاء کو تہائی رات تک ہٹا دوں۔

اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالضِّیَاءُ عَنْ زَیْدِ بْنِ خَالِدِ ﹰالْجُهَنِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ بِسَنَدٍ صَحِیْحٍ وَالْبَزَّارُ عَنْ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیٍّ کَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجْهَهٗ وَرَوٰی عَنْ زَیْدٍ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ کَحَدِیْثِ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ الْاَوَّلِ بِالْاِقْتِصَارِ عَلَی الشَّطْرِ الْاَوَّلِ وَالْحَاکِمُ وَالْبَیْهَقِیُّ بِسَنَدٍ صَحِیْحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ کَحَدِیْثِ زَیْدٍ هٰذَا

وَفِیْهِ لَفَرَضْتُ عَلَیْهِمُ السِّوَاکَ مَعَ الْوُضُوْءِ وَلَاَخَّرْتُ صَلٰوۃَ الْعِشَاءِ الْاٰخِرَۃِ اِلٰی نِصْفِ اللَّیْلِ۔

یعنی میں وضو میں مسواک فرض کر دیتا اور نمازِ عشاء آدھی رات تک ہٹا دیتا۔

وَلِلنَّسَائِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ بِلَفْظِ

لَاَمَرْتُهُمْ بِتَاْخِیْرِ الْعِشَاءِ وَبِالسِّوَاکِ عِنْدَ کُلِّ صَلٰوۃٍ

میں اُن پر فرض کر دیتا کہ عشاء دیر کر کے پڑھیں اور ہر نماز کے وقت مسواک کریں۔

حدیث ۱۵۶ ۔ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُهُمْ اَنْ یُّصَلُّوْهَا هٰکَذَا یَعْنِی الْعِشَاءَ نِصْفَ اللَّیْلِ۔

اُمت پر مشقت نہ ہوتی تو میں اُن پر فرض کر دیتا کہ عشاء آدھی رات کو پڑھیں۔

اَحْمَدُ وَالْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ وَالنَّسَائِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا۔

حدیث ۱۵۷: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

لَوْلَا ضَعْفُ الضَّعِيفِ وَسَقَمُ السَّقِيمِ لَأَمَرْتُ بِهٰذِهِ الصَّلٰوةِ أَنْ تُؤَخَّرَ إِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ۔

اگر ناتوانوں اور بیماروں کا لحاظ نہ ہوتا تو میں فرض کردیتا کہ یہ نماز آدھی رات تک مؤخر کریں۔

النَّسَائِيُّ عَنْ أَبِي سَعِيدِ ٭ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَمَرَّتْ رِوَايَةُ أَحْمَدَ وَأَبِي دَاوُدَ وَابْنِ مَاجَةَ وَأَبِي حَاتِمٍ بِلَا لَفْظِ الْأَمْرِ۔

حدیث ۱۵۸: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ أَنْ يُؤَخِّرُوا الْعِشَاءَ إِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ أَوْ نِصْفِهِ۔

مشقتِ امت کا اندیشہ نہ ہو تو میں ان پر فرض کردوں کہ عشاء میں تہائی یا آدھی رات تک تاخیر کریں۔

أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ

---

[1] سبب هذا انه صلى الله تعالى عليه وسلم اخر ذات ليلة صلاة العشاء حتى ابهار الليل او ذهب عامة الليل ونام النساء والصبيان فجاء فصلى وذكره كما ورد مبينا فى احاديث ابن عباس وابى سعيد وابن عمر وانس وعائشة وغيرهم رضى الله تعالى عنهم وسبب حديث السواك اتيان ناس عنده صلى الله تعالى عليه وسلم قلحا فقال استاكوا لا تاتونى قلحا لولا ان اشق على امتى لفرضت عليهم السواك عند كل صلاة كما بينه الدارقطنى من حديث العباس رضى الله تعالى عنه فهما حديثان ربما اقترنهما ابوهريرة وبما جمع وكذلك غيره رضى الله تعالى عنهم وان اتفق ان النبى صلى الله تعالى عليه وسلم هو الذى قال مرة هكذا وتارة جمع فالتعدد اظهر واكثر والله تعالى اعلم ۱۲ منه دامت فيوضه

تَعَالٰی عَنْہُ وَمَرَّتْ اُخْرٰی لِابْنِ مَاجَۃَ کَاَحْمَدَ وَاَبِیْ دَاوٗدَ وَمُحَمَّدِ بْنِ نَصْرٍ خَالِیَۃً عَنِ الْاَمْرِ۔

حدیث ۱۵۹:۔ صحیح بخاری میں زید بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک آیت سورۂ احزاب کی نسبت ہے:۔

وَجَدْتُّہَا مَعَ خُزَیْمَۃَ الَّذِیْ جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَہَادَتَہٗ بِشَہَادَتَیْنِ	وہ میں نے لکھی ہوئی خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پائی جن کی گواہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو گواہوں کے برابر فرمائی

حدیث ۱۶۰[ف]:۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن پر صوبہ دار بنا کر بھیجتے وقت اُن سے ارشاد فرمایا:۔

اِنِّیْ قَدْ عَرَفْتُ بَلَاءَکَ فِی الدِّیْنِ وَالَّذِیْ قَدْ رَکِبَکَ مِنَ الدَّیْنِ وَقَدْ طَیَّبْتُ لَکَ الْھَدِیَّۃَ فَاِنْ اُھْدِیَ لَکَ شَیْءٌ فَاقْبَلْ۔	مجھے معلوم ہے جو تمہاری آزمائشیں دین متین میں ہوچکیں اور جو کچھ دَین تم پر ہوگئے ہیں رعیت کے تحفے میں نے تمہارے لئے حلال طیب کر دیئے جو تمہیں تحفے دے لے لو۔

سَیْفٌ فِیْ کِتَابِ الْفُتُوْحِ عَنْ عُبَیْدِ بْنِ صَخْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

حدیث ۱۶۱:۔ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

قَدْ عَفَوْتُ عَنِ الْخَیْلِ وَالرَّقِیْقِ فَھَاتُوْا صَدَقَۃَ الرِّقَۃِ بَیْنَ کُلِّ اَرْبَعِیْنَ دِرْھَمًا دِرْھَمًا۔	گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ تو میں نے معاف فرمادی۔ روپوں کی زکوٰۃ دو ہر چالیس درہم سے ایک درہم۔

لِاَحْمَدَ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ عَنْ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ الْمُرْتَضٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بِسَنَدٍ صَحِیْحٍ۔

ف یہاں تک اتحادن حدیثیں تفویض احکام کی مفیدات و مؤیدات مذکور ہوئیں آگے صرف مسلات جلیلہ ہیں۔ ۱۲ منہ

سواری کے گھوڑوں، خدمت کے غلاموں میں زکوٰۃ جو واجب نہ ہوئی۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں یہ میں نے معاف فرمادی ہے ہاں کیوں نہ ہو کہ حکم ایک رؤف رحیم کے ہاتھ میں ہے بحکم رب العلمین جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حدیث ۱۶۲: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا:۔

مَاتَقُوْلُوْنَ فِی الزِّنَا۔ — زنا کو کیا سمجھتے ہو۔

قَالُوْا حَرَامٌ حَرَّمَهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ فَهُوَ حَرَامٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ۔ — عرض کی حرام ہے اُسے اللہ و رسول نے حرام کردیا۔ تو وہ قیامت تک حرام ہے۔

اَحْمَدُ بِسَنَدٍ صَحِیْحٍ وَالطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ وَالْکَبِیْرِ عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

حدیث ۱۶۳: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اِنِّیْ اُحَرِّمُ عَلَیْکُمْ حَقَّ الضَّعِیْفَیْنِ الْیَتِیْمِ وَالْمَرْاَۃِ — میں تم پر حرام کرتا ہوں دو کمزوروں کی حق تلفی یتیم اور عورت۔

اَلْحَاکِمُ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ وَالْبَیْهَقِیُّ فِی الشُّعَبِ وَاللَّفْظُ لَهٗ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

حدیث ۱۶۴: صحیحین میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے انہوں نے سال فتح مکہ معظمہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا:۔

اِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ حَرَّمَ بَیْعَ الْخَمْرِ وَالْمَیْتَةِ وَالْخِنْزِیْرِ وَالْاَصْنَامِ — بے شک اللہ اور اُس کے رسول نے حرام کردیا ہے شراب اور مُردار اور سُور اور بتوں کا بیچنا۔

حدیث ۱۶۵: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:۔

لَا تَشْرَبْ مُسْكِرًا فَاِنِّیْ حَرَّمْتُ كُلَّ مُسْكِرٍ - نشہ کی کوئی چیز نہ پی کہ بے شک نشہ کی ہر چیز میں نے حرام کر دی ہے

النسائی بسند حسن عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ تعالی عنہ

حدیث ۱۶۶ :- فرماتے ہیں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سن لو مجھے قرآن کے ساتھ اس کا مثل ملا یعنی حدیث دیکھو کوئی پیٹ بھرا اپنے تخت پر بیٹھا یہ نہ کہے کہ یہی قرآن لئے رہو جو اس میں حلال ہے اسے حلال جانو جو اس میں حرام ہے اسے حرام مانو۔

ؔ فائدہ :- الشیخ ابن حبان نے کتاب الثواب میں روایت کی حدثنا ابن ابی عاصم ثنا عمرو بن حفص الوصابی ثنا سعید بن موسی ثنا رباح بن زید عن معمر عن الزہری عن انس رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم انی فرضت علی امتی قراءۃ یس کل لیلۃ فمن داوم علی قراءتھا کل لیلۃ ثم مات مات شہیدا یعنی اس سند سے آیا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنی امت پر یس شریف کی ہر رات تلاوت فرض کی جو ہمیشہ ہر شب اسے پڑھے پھر مرے شہید مرے۔ اقول وسعید وان اتھم فالمحقق عند المحققین ان الوضع لا یثبت بمجرد تفرد کذاب فضلا عن متھم ما لم ینضم الیہ شیء من القرائن الحاکمۃ بہ کمخالفۃ نص او اجماع قطعیین او الحس او اقرار الواضع بوضعہ الی غیر ذلک کما نص علیہ السخاوی فی فتح المغیث وابتنا علیہ عرش التحقیق فی منیر العین فی حکم تقبیل الابھامین واجمع العلماء ان الضعیف غیر الموضوع یعمل بہ فی الفضائل وقد بیناہ فی الھاد الکاف فی حکم الضعاف۔ اس حدیث لعامی فرضیت کے متعلق فقیر کے پاس سوال آیا تھا جس کا جواب فتاوی فقیر العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ کی مجلد ہفتم کتاب مسائل شتی میں مذکور۔ واللہ الھادی الی سبیل الاسود ۱۲ منہ

فَلِانَّ مَا حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مِثْلُ مَا حَرَّمَ اللّٰه

جو کچھ اللہ کے رسول نے حرام کیا وہ بھی اُسی کی مثل ہے جسے اللہ عزوجل نے حرام کیا جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اَحْمَدُ وَالدَّارِمِیُّ وَ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَ ابْنُ مَاجَةَ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِیْکَرِبَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ بِسَنَدٍ حَسَنٍ

یہاں ^(۱۹۵)^ حرام کی دو قسمیں فرمائیں ایک وہ جسے اللہ عزوجل نے حرام فرمایا دُوسرا وہ جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حرام کیا اور فرما دیا کہ وہ دونوں برابر و یکساں ہیں۔

اقول مراد واللہ اعلم نفسِ حرمت میں برابری ہے تو ارشادِ عُلماء کے منافی نہیں کہ خُدا کا فرض رسُول کے فرض سے اشد و اقوی ہے۔

حدیث ۱۶۷:- جُہیش بن اویس نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع اپنے چند اہلِ قبیلہ کے باریابِ خدمتِ اقدس حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوتے قصیدہ عرض کیا ازاں جملہ یہ اشعار ہیں ؎

اَلَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْتَ مُصَدَّقٌ — فَبُوْرِکْتَ مَهْدِیًّا وَبُوْرِکْتَ هَادِیًا

شَرَعْتَ لَنَا دِیْنَ الْحَنِیْفَةِ بَعْدَ مَا — عَبَدْنَا کَاَمْثَالِ الْحَمِیْرِ طَوَاغِیَا

یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) حضور تصدیق کیے گئے ہیں حضور اللہ عزوجل سے ہدایت پانے میں بھی مبارک اور خلق کو ہدایت عطا فرمانے میں بھی مبارک حضور ہمارے لئے دینِ اسلام کے شارع ہوئے بعد اس کے کہ ہم گدھوں کی طرح بتوں کو پُوج رہے تھے۔

اِبْنُ مَنْدَةَ مِنْ طَرِیْقِ عَمَّارِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَکِ عَنِ الْاَوْزَاعِیِّ عَنْ یَحْیٰی بْنِ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فِیْ حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ۔

ف ۱۹۵ حرام دو قسم ہے ایک خدا کا حرام اور ایک رسُول کا اور دونوں یکساں ہیں۔

یہاں صراحۃً [۱۹۹] تشریع کی نسبت حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف ہے کہ شریعت اسلامی حضور کی مقرر کی ہوئی ہے ولہٰذا قدیم سے عرفِ علمائے کرام میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شارع کہتے ہیں علامہ زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں:۔

قَدِ اشْتَهَرَ اِطْلَاقُهٗ عَلَیْهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّهٗ شَرَعَ الدِّیْنَ وَالْاَحْکَامَ۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شارع کہنا مشہور و معروف ہے اس لئے کہ حضور نے دین متین و احکام دین کی شریعت نکالی۔

اسی قدر پر بس کیجئے کہ اس میں سب کچھ آگیا۔ ایک لفظ شارع تمام احکام تشریعیہ کو جامع ہوا۔ میں نے یہاں وہ احادیث نقل نہ کیں جن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف امر، نہی، قضا و امثالہا کی اسناد ہے کہ

اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اتنی حدیثوں میں وارد جن کے جمع کو ایک مجلد کبیر بھی کافی نہ ہو اور خود قرآن عظیم نے جا بجا ارشاد فرمایا:

وَمَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔

جو کچھ رسول تمہیں دے وہ لو اور جس سے منع فرمائے باز رہو۔

کہ امر و نہی و قضا اوروں کی طرف بھی اسناد کرتے ہیں قال اللہ تعالیٰ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ مجھے تو ثابت کرنا تھا کہ حضور اقدس کو احکام شرعیہ سے فقط آگاہی و واقفیت کی نسبت نہیں جس طرح [۲۰۰] وہ سرکش طاغی آخر تقویۃ الایمان میں سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صریح افترا کرکے کہتا ہے انہوں نے فرمایا کہ سب لوگوں سے امتیاز مجھ کو یہی ہے اللہ کے احکام سے میں واقف ہوں اور لوگ غافل۔

ف ۱۹۹: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دین کے شارع ہیں۔

ف ۲۰۰: امام الوہابیہ کا مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صریح افترا۔

مسلمانو! لله انصاف اس کس ناکس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل جلیلہ وخصائص جمیلہ وکمالات رفیعہ ودرجات منیعہ جن میں زید وعمر کی کیا گنتی انبیاء ومرسلین و ملائکہ مقربین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کا بھی حصہ نہیں سب یکلخت اڑا دیئے[201] سب لوگوں سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا امتیاز صرف دربارۂ احکام رکھا اور وہ بھی اتنا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام واقف ہیں اور لوگ غافل۔ تو انبیاء سے تو کچھ امتیاز رہا ہی نہیں کہ وہ بھی واقف ہیں غافل نہیں[202] تو امتیوں سے بھی امتیاز اتنی ہی دیر تک ہے کہ وہ غافل رہیں واقف ہوجائیں تو کچھ امتیاز نہیں کہ اب وقوف وغفلت کا تفاوت نہ رہا اور امتیاز اسی میں منحصر تھا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ○

مسلمانو! دیکھا یہ حاصل ہے اس شخص کے دین کا یہ پچھلا کلمہ ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ پراس کے ایمان کا جس پر اس نے خاتمہ کیا۔ حالانکہ واللہ دربارۂ احکام بھی صرف اتنا ہی امتیاز نہیں بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حاکم ہیں صاحب فرمان ہیں، مالک افتراض ہیں، والی تحریم ہیں۔ سن او سرکش! احکام سے اپنے نزدیک واقف تو تو بھی ہے پھر تجھے کوئی مسلمان کہے گا کہ شریعت کے فرائض تیرے فرض کئے ہوئے ہیں۔ شرع کے محرمات تو نے حرام کر دیئے ہیں جن پر زکوٰۃ نہیں انہیں تو نے معاف کر دیا ہے۔ شریعت کا راستہ تیرا مقرر کردہ ہے۔ شرائع میں تیرے احکام بھی ہیں اور وہ احکام احکام خدا کے مثل ومساوی ہیں مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے یہ سب باتیں کہی جاتی ہیں خود محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہیں لہٰذا فقیر نے صرف اسی قسم احادیث پر اقتصار کیا اور بفضلہ تعالیٰ اپنا نیزۂ خارا گداز وآہن گداز ان گستاخان چشم بند ودہن باز کے دل وجگر کے پار کر دیا وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

---

[201] امام الوہابیہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل وخصائص وکمالات یکلخت اڑا دیئے۔

[202] امام الوہابیہ کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کسی نبی سے کچھ اصلاً امتیاز نہیں اور امتیوں میں بھی فقط جاہلوں سے ممتاز ہیں نہ عالموں سے۔

اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں علامہ شہاب خفاجی پر کہ نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں قصیدہ بردہ شریف کے اس شعر کی شرح میں ہے

نَبِیُّنَا الْاٰمِرُ النَّاہِیْ فَلَا اَحَدٌ   اَبَرَّ فِیْ قَوْلِ لَا مِنْہُ وَلَا نَعَمِ

"ہمارے نبی صاحب امر و نہی تو اُن سے زیادہ ہاں اور نہ کے فرمانے میں کوئی سچا نہیں"۔

مَعْنٰی نَبِیُّنَا الْاٰمِرُ الخ اَنَّہٗ لَا حَاکِمَ سِوَاہُ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَھُوَ حَاکِمٌ غَیْرُ مَحْکُوْمٍ الخ

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صاحب امر و نہی ہونے کے یہ معنی ہیں کہ حضور حاکم ہیں حضور کے سوا عالم میں کوئی حاکم نہیں نہ وہ کسی کے محکوم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ذَکَرَہٗ فِیْ فَصْلِ جُوْدِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یہ تذییل جلیل اپنے باب میں فرد کامل ہوئی احادیث تحریم مدینہ طیبہ بھی اسی باب سے تھیں کہ امام الوہابیہ کے اس خاص حکم شرک کے سبب جدا شمار میں رہیں اگر کوئی چاہے انہیں اور اس بیان تذییل کو ملا کر احکام تشریعیہ کے بارے میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اقتدار و اختیار کا ظاہر کرنے والا ایک مستقل رسالہ بنائے اور بنام ۱۳۱۱ھ مُنْیَۃُ اللَّبِیْبِ اَنَّ التَّشْرِیْعَ بِیَدِ الْحَبِیْبِ (عقلمند کی آرزو کہ تشریع محبوب کے ہاتھ میں ہے) موسوم ٹھہرائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ   اٰمِیْن

ف ۲۰۳ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تنہا حاکم ہیں عالم میں نہ اُن کے سوا کوئی حاکم نہ وہ کسی کے محکوم۔